

# بائی میں کم

احمد حسین احمد



مدرسہ اللہ کے نام سے جو بڑا اصریح اور تمایز رکھ کر لئے والے ہیں

محود، چاروں ق، فرزانہ اور  
اسپکٹر ہبیشید سیرن.....، تاول نمبر 685

# ہاتھی میں حم

اشتیاق احمد

# نی نسل کے لئے نیا ادب

خیرت، تجسس اور سراغر سانی کے انوکھے رنگ!

## بہلہ حقوق حفاظت ہیں

اس نادل کے نام و اتحات اور کردہ سب فرمی ہیں۔  
کسی حکم کی ممانعت کے لئے دو اور یا مصنف ذمہ دار ہوں گے

نام نادل.....	باقی میں م
ناشر.....	اشتیاق احمد
ترجمی.....	محمد سعید نادر
سرکولیشن.....	محمد یار بھر
کپڑوں.....	اے آر۔ قاروقی
قیمت.....	18 روپے

جنگ ہنر پر جڑ سے محبوب ار انداز بک ڈپو لاہور سے شائع کیا۔

12/12 نصیر آباد۔ ساعدہ کالاں۔ لاہور

فون 7112969-7246356

انداز بک ڈپو

ائٹاگزٹ: محبوب بک ڈپو۔ اردو بازار لاہور

## حدیث نبوی ﷺ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت  
ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ایک مر جید میں  
جنت سے گزرنا، ناگماں میرا گزرنا ایک نسر پر ہوا جس  
کے کنارے اندر سے خالی موتیوں کے نہے ہوئے  
ہیں۔ میں نے کماں سے جبر تکل یہ کیا ہے۔ انہوں نے  
کہا، یہ حوض کوٹھ ہے جو آپ کے رب نے آپ کو عطا  
کیا ہے۔ ناگماں میں نے محسوس کیا، اس کی مٹی مہک  
سے تین خوشبودار ہے۔

## دوباتیں

السلام علیکم!

آنکھ احمد فوت ہو گے۔ 22 صبح کا نئے سرے لیے ایک مجبوس خرچہ قمر لے کر آیا۔ میں اس روز لاہور میں تھا۔ بجک سے 22 صبح کی چیز لاہور کے لیے روانہ ہوا تو بجک میں ہر طرح تحریرت تھی۔ اس روز رات لاہور میں صدر 2 کا پروگرام تھا۔ عظیم کی تلاذ اور رات کا کھانا کھانا کے بعد میں یعنی کی جانبی کرہا تھا تو ان کی بھٹکی تھی۔ بجک سے فون تھا۔ میرے بیٹے لرڈ جے ہرست میلان، آنکاب پیاراؤفت ہو گے۔

وہ بھر کیا تھی۔ کبھی تھی۔ الفاظ اس بادے میں باقل ناموش ہیں۔ آنسوؤں کی زبان آپ کو کیسے سناؤں۔ آنکاب احمد میرے سب سے پھر لے چکا تھا۔ آپ سے تسلیذ کر اس لیے کروڑ ہوں کہ ایک دن تک وہ بھی آپ کے لیے ہاول لکھتے رہے۔ میرے لامے سے ان کا ہر ماوا ایک ہاول شائع ہو گا رہا۔ انسوں نے اپنے چکڑ پیشیدہ سیرین، اپنے کامران سیر زور شوکی رداورز کے مقابلے میں اپنے کامران سیر زور شوکی تھی۔ ان میں سے یہتھے ہاول تینوں ہوئے اور چند ہاول بہت مشور ہوئے۔ جن میں سے بیاناب حق برقرارست ہے۔ اس ہاول کے آخر میں ان کے آخر میں 80 ہوں کی فخرست بھی شائع کی جادی ہے۔ اس کے جو قارئین بعد میں ہے۔ اجسیں کم از کم ہوں کے

ہم ہی مطہوم ہو جائیں۔۔۔

آج ہے جوں پے جب میں یہ دو باتیں لکھ رہا ہوں۔۔۔ میں ابھی تک خود کو شمال تھیں پلایا۔۔۔ خود کو تھالی خالی گھوس کر جا ہوں۔۔۔ یہے چان سا گھوس کر جا ہوں۔۔۔ ہاول لکھنے کا معمول بھی یا لکل ہجھو گیا ہے۔۔۔ پلے ایک ہاول چار پانچ دن میں کھل کر لیتا تھا۔۔۔ اس بارہ پندرہ دن میں ہاول عمل کر سکا ہوں۔۔۔

آنکاب احمد نے ہاولوں کے علاوہ کچھ کہا یاں بھی نہیں۔۔۔ جو رساں میں شائع ہو گئیں۔۔۔ ان کے ہاول سرے اور اڑے سے یہ شائع تھیں ہوئے۔۔۔ فیروز نہز چھیے اور اڑے لے گئی ان کے ہاول شائع یکے۔۔۔ یوں تو وہ میرے پھونٹے چھانٹے تھے اور بھوٹ سے زیادہ ان سے کوئی واقع ہو گا۔۔۔ لیکن ان کے مرنے کے بعد۔۔۔ بھیجے ان باقتوں کا کہاں پہاڑا ہے۔۔۔ جو میں بالکل تھیں جاتا تھا۔۔۔ اور آج میں پہ گھوس کر جا ہوں۔۔۔ کہ میں ان کے بارے میں پچھے بھی تھیں جاتا تھا۔۔۔ اف میں کس قدر ہے خبر تھا۔۔۔ یہے خبری اب مجھے تپادھی ہے۔۔۔ لیکن اب اس کا کوئی فائدہ نہیں۔۔۔ پتا تھا۔۔۔ ہم دوسروں کے حالات سے اس حد تک آنکھیں کیوں نہ کر لیتے ہیں۔۔۔

قریباً تین سال پلے میں نے ان کے ہاول شائع کرنا مدد کر دیے تھے۔۔۔ لیکن وہ پھر بھی پچھہ دکھنے لکھ رہے۔۔۔ اور دوسرا سے اواروں کوہ بیتے رہے۔۔۔ پچھے عرصہ پلے انہوں نے ایک ہاول "زرو لاٹیں" لکھا تھا۔۔۔ انہوں نے بھوٹ سے رداور است اس ہاول کا ذکر نہ کیا۔۔۔ شٹالا کر انہوں نے اس ہم کا ایک ہاول لکھا ہے۔۔۔ لیکن عبد الرشید قادری صاحب سے یہ کہا تھا کہ میرے بھائی سے کس۔۔۔ وہ میرا یہ ہاول شائع کر دیں۔۔۔ ایسا ہاول بھی بھی لکھا جاتا ہے۔۔۔

پیبات ان کے مرنے کے بعد قادری صاحب نے مجھے بتائی... ان کی زندگی میں وہ بھی ذکر کرتے رہے گئے... وہ جانے کیوں... وہ بھی میری طرح ہے خبر ہیں شاید... ویسے وہ بھی راستہ ہیں... لیکن ہم لوگ محروم راستہ ہیں... ایسے راستہ ہوتے کا کیا فائدہ، جو اپنے نزدیک ترین عرض کی خواہشات، چیزات اور حرثتوں سے بھی اپنے خبر رہے...

آخر میں انعام کر جاؤں... میں راستہ راستہ ہیں... میں 7 بس ایک ہام سا آدمی ہوں... جو حادثاتی طور پر لکھتے کو اپنا پیشہ ساختھا، اور میں... مربیانی فرمائے آپ بھی آج کے بعد مجھے صرف اور صرف ایک پیشہ در لکھنے والا می خیال کریں... لگائے جسے جنم کی سزا۔

اللہ تعالیٰ مر جنم کو غریق رحمت کرے... آپ سب سے دعاوں کی درخواست ہے..." ذر دلائلشیں "پڑھ کر اس کے بعد میں آپ کو بتاؤں گا۔

اشتعال احمد

کیا

اُن کے فون کی مخفیتی جسی... محمود نے رسیور انٹلایالور بولے :

”مخدود بات کر رہا ہوں۔“

”مریانی فرم اکٹھن جشید سے بات کرائیں...“

”دہ شہر سے باہر ہیں... شاید آج یا پھر کل اُن کی واپسی کی

امید ہے۔“

”اوہ اب پھر ہم کیا کریں...“

”کون صاحب بات کر رہے ہیں؟“ اس نے پوچھا۔

”چالب خان... خان رحمان میرے دوست ہیں۔“

”اُنکل خان رحمان کے دوست ہمارے اُنکل ہوئے، آپ

ناگیں... بیات کیا ہے۔“

”کوئی شخص ہمارے گھر کے کسی فرد کو قتل کرنا چاہتا ہے...“

یہ ہمیں معلوم نہیں کر کے؟“

”اور نہ یہ معلوم ہے کہ وہ کون ہے؟“ محمود نے گھبرا کر

کہا۔

”اگر یہ معلوم ہوتا تو پھر کیا مشکل تھی۔“ دوسری طرف

سے شاید بہ اس اسٹر میں کمر کھا گیا۔  
”آپ نے تھیک کیا... کیا آپ چاہئے ہیں کہ ہم آپ کے  
ہاں آجائیں۔“

”ہاں! تکن ان پکڑ جیہد ہوتے تو زیادہ اچھا تھا۔“

”وہ بھی آجائیں گے... آپ مگر نہ کریں۔“

”چلئے... آپ تو آئیں۔“ یہ کہ کر جانب خان نے پہاڑیا  
اور فون بند کر دیا۔

”ناتم وہ توں نے۔“ محمود ان کی طرف مرا۔

”نسیں... اس لیے کہ فون صرف تم نے نہیں ہے۔“ فرزان  
لے منہ بٹایا۔

”فون جانب خان کا تھا... 31 نو شان کا لوئی سے بات کر  
رہے تھے... انکل خان رخان کے دوست بھی ہیں، اتفاق سے اور  
حیرت انگیزیات انہوں نے یہ بتائی ہے کوئی نامعلوم شخص ان کے کمر  
کے کسی فرد کو قتل کرنے پا جاتا ہے۔“

”ایک تو ہم ان نامعلوم آدمیوں سے بہت بچ آگئے ہیں۔  
جد مردیکھو... نامعلوم آدمی بچ پڑتے ہیں... ہے کوئی بک۔  
قاردق نے جلے کئے انداز میں کہا۔

”کوئی بک ہو یا نہ ہو... اس سے کیا فرق پڑتا ہے... وہاں تو  
قاتل چادر ہے۔“

”سگ... کیا کما... قاتل ہے۔“ قاردق غبار گیا۔

”کیوں... کیا ہوا۔“

”یہ تو کسی نادول کا نام ہو سکتا ہے... قاتل چادر ہے۔“

”اور تمہیں جو ہر وقت نادلوں کے ناموں کی پڑی رہتی  
ہے۔“

”وہ ایک بھروسی ہے۔“

”تم میرے ساتھ مل رہے ہو یا پھر میں وہاں اکیا چلا  
جاوں۔“

”تم وہاں شاید بچھ نہیں کر سکو گے... بھیں وہاں جانا ہو گا۔  
تکرنا کا ہی تمہارا منہ دچھانے۔“

”میرے سبقاں روکھو... آئئے بڑے بچھے کا ملاؤ دلانے والے،  
من دیکھا ہے کبھی آئیئے میں... اگر اسی بھیں باقیں کیس تو یاد روکھو، منہ  
کی کھاؤ گے۔“ محمود نے رکے بغیر کہا۔

”تم عوارات من سے نکالنے پر اودھار تو قیس کھائے یعنی  
ہے۔“ فرزان کے بچھے میں تھی۔

”نسیں... نقد کھائے ہے شاحد۔“ محمود ترے سے لا۔

”اچھا کیا... نقد کھائے کھڑے ہوتے تو ضرور رہا تھا۔“

”کیا اوٹ چانگ باتیں کر رہے ہو... باتیں تیار ہے۔“ اندر  
سے فغم جیہد کی آواز گوئی۔

”لے آئیں پھر باتیں... ہم باتیں کر کے ہی گھر سے روانہ  
ہو جانا چاہئے ہیں۔“

"شش... میں کچھ الٹ پلت والی گئی۔" انہوں نے  
گھبراۓ ہوئے اندرا میں کمل۔

"شاید جسیں... یقیناً... شاید اور یقیناً میں یہت فرق ہوتا  
ہے۔"

"آن کل تم اردو میں زیادہ نبر لینے لگے ہو... کہیں اس کی  
وجہ پر روزمرہ کی توک بھونک تو نہیں۔" دلجم جمید کی بھی سنائی  
دی۔

"آپ کے خیال کی داد دینے کو گی چاہتا ہے۔" فرزانہ لی۔

"مارے تر دکا کس نے ہے... دے دو داو۔"

"لیکن یہ جھڑ ہم لوگوں کے پاس ذرا کم ہی ہوتی ہے... ہاں  
شاعر حضرات کے پاس تھوک کے حاب سے ہوتی ہے۔"

"کیا جیز بھی۔" انہوں نے پوچھا۔

"میں... دا دیر" محمود بولا۔

"یہ کس جیز کا نام ہے جی دار۔"

"تی دا دیں... دا دیر... میں نے آپ کے لیے کہا تھا۔"

"اوہ ہاں دا دیر... دا قتی... یہ تو شاعروں کی محیوب غذا ہے...  
اور سنائے... اس کے بغیر ان کی روٹی ہضم نہیں ہوتی۔"

"ویکھو... آپ کہیں بے چارے شاعر دل کے بیچے ہاتھ  
دھو کرنا پڑ جاتا۔"

"اور اسی جان... یہ شاعر حضرات بے چارے کب سے

ہو گھے۔" فرزانہ مسکرا آئی۔

"بھھی کہتا چاہے... یہ بے چارے ہوتے کب نہیں۔"  
ای وقت انہوں نے چائے کی نرے ان کے سامنے رکھ  
دی... آج اتوار کا دن تھا لوریہ ان کی سچ کیا چائے تھی...  
کیا ہم میں سے کسی نے جا ب خان کا ہم پلے سنائے۔"  
محود نے کہا۔

تنہوں نے نبی میں سر ہلا دیے...  
...

"جب پھر کیوں نہ پسلے انکل خان رحمان گوفون کر کے ان  
کے پارے میں کچھ معلوم کر لیں۔"

"یہ مناسب رہے گا۔"

محود نے ان کے نمبر ملائے... دوسری طرف سے غلوری  
آواز سنائی دی۔

"آپ جو کوئی بھی ہیں... ایک گھنے بعد فون کیجھے گا۔"

"اس وقت کیوں نہیں انکل غلور۔" محود نے جیر ان ہو کر  
کہا۔

"لو ہو... یہ تو اپنے محود بھائی ہیں... آپ تو ہر وقت ہر  
حالت میں فون کر سکتے ہیں... اپنے الفاظ و اپس لینتا ہوں۔"

"لیکن دوسروں کیلئے چاہدی یہ کس لیے لگائی جائی ہے۔"

"اس وقت خان رحمان آگ بجوا لیں۔"

"اڑے باپ رہے... سچ کیا ہو گیا ہے۔"

”پورا بخت گزد گیا... میں نے نہ کوئی باغی چالائی... نہ کوئی سوت... میں بھی وجہ ہے... ان کے آگ بجوا لے نہ کی۔“  
”حد ہو گئی... آگ بجوا لے نہ کی یہ وجہ کس طرح ہو سکتی ہے۔“  
”یہ وجہ اس طرح ہو سکتی ہے کہ پورا بخت وہ مجھے کان نہیں پکڑ سکے۔“

”لوہاں! یہ بات سمجھو میں آتی ہے... خیر... آپ ذرا نہیں تائیں... بھیات کرنا چاہیے ہیں۔“  
”ضرور... کیوں نہیں... دیے آپ سے درخواست ہے، ان کا قصر کم کرنے کی کوشش کرڈا لیے گا۔“  
”لیکیں ہے... مغلیل اہو ر... آپ فخر نہ کریں۔“ ”محود ہو لا۔“  
”فخر مند تو میں اپنایہ نام سن کر بھی ہو گیا ہوں۔“ اس نے ہنس کر کہا۔

”اوہ معاف کیجیے گا انکل... زبان چسل گئی۔“  
”آپ میں کسیں قاروق بھائی کی روح تو طول نہیں کر سکتی۔“

”اے باپ رے... یہ بات کسی اور کوئہ بتا دیں انکل... رو جوں کا کیا لکھ رہا۔“ ”محود نے تکبر اکر کہا۔  
”لوہاں! یہ بات تو ہے۔“  
”کون ہے پیٹھور کے چے... اتنی دیر سے فون پر باعثیں کیے

”جادہ ہے ہو... لاڈ فون مجھے دو۔“  
”سر محود بھائی ہیں۔“  
”سر محود بھائی... یہ کون صاحب ہیں... میں اس نام کے کسی آدمی کو نہیں جانتا... کس دور انکھ نہیں۔“ ”محود نے خان رحمان کی آواز سنی۔  
”سر... اپنے محود بھائی۔“ ظہور نے تکبر اکر کہا۔  
”اے... محوبات کر رہا ہے... تو یہ کہو نا... تو۔“  
”اب آپ نے مجھے الہ کہہ دیا... میں بھر پیلا اس مازامت سے، آپ میرا شفعتی حکومہ کر لیں۔“  
”اے داد... میں تو خود سوچ رہا تھا... نہیں فارغ کرتے کے لیے... کام کے نکاح کے... وہنہن لامح کے... ایک بفتہ میں ایک سوت نہیں جایا... ایک باغی نہیں جالائی... کیا خاک فائدہ ہے تمہارا۔“ انسوں نے بٹلے کے انداز میں بھندی بھندی کہا... پھر رسیور میں ان کی آواز سنائی دی۔  
”ہاں محود... ناؤ کیا حال ہے... خیر تو ہے... مجھ مجھ میں کیسے یاد آکیا۔“  
”انکل! آپ کسی جانب خان کو جانتے ہیں۔“  
”جانب خان... جونخو شان کا الوفی میں رہ جے ہیں۔“  
”جی ہاں بالکل۔“  
”وہ میرے دوست ہیں... لیکن زیادہ گھرے نہیں... بھی

کھمار کا آنا جانتے ان کے ہاں۔  
”کیسے آدمی ہیں۔“

”اچھے ہیں... صاف سحرے ہیں... ان کے خلاف کوئی  
غلدبات بھی سننے میں تو آئی تھیں۔“

”ان کا فون آیا ہے... ان کا خیال ہے... ان کے گھر میں  
سے کسی فرد کو کوئی نامعلوم آدمی قتل کرنا چاہتا ہے۔“

”ارے باب رے... یہ تو خفاک خبر ہے۔“

”تی ہاں! ہم وہاں جانے کے لیے پر قول رہے تھے...  
انہوں نے آپ کا نام بھی لیا تھا... ہم نے سوچا... آپ سے ان کے  
بادے میں پوچھ لیں۔“

”تب میں بھی کیوں نہ ساتھ چلوں۔“

”تھی اور پوچھ پوچھ... چلتے آجائیں آپ بھی۔“

”اپنی بات ہے... میں تھی رہا ہوں... اسکے عی پیلس  
گے۔“

”ٹھکری یا اکل۔“ اس نے خس کر کہا۔

جلد عی خان رحمن وہاں تھیں کے... ان کے ساتھ پروفیسر  
داود کوئہ دیکھ کر تھے ہوئی۔

”ہمارا خیال تھا، آپ آتے ہوئے پروفیسر داود کو ساتھ  
لا سمجھیں گے۔“

”زہن میں بات تھی... میں نے انہیں فون کیا تھا، لیکن دے

صرف ہیں۔ انہوں نے کہا ہے کہ ان کی ضرورت پیش آئے تو  
فون کر دیں... آجائیں گے۔“

”علیٰ نیک ہے... ہم چائے پل چکے... آپ کا موڈ ہو تو  
پسلے چائے پل گئیں۔“

”جب تمہارا فون آیا... میں ناشتا کر چکا تھا اور چائے پل رہا  
تھا۔“

”تب پھر چلتے ہیں۔“

وہ باہر اکل کرخان رحمان کی گاڑی میں بٹھ گئے... نجاشان  
کا لوٹی ان کے علاقے سے زیادہ دور نہیں تھی... وہ صرف دس منٹ  
بعد دس تینوں کی کوئی خیل کے ساتھ بچنے کے... محظوظے دمک دی...  
دور اسی ایک نوجوان لڑکا باہر لکھا اور خان رحمان کو دیکھ کر مارے  
تھرت کے اچھا۔

”آہا! اکل آپ... لوری یا لوگ تو وہی ہیں۔“

”ہاں خالد... آپ کے لئے فون کیا تھا، یہ بھتی بھی ساتھ  
لے آئے۔“

”یہ تو ہم اچھی بات ہے... آئیے۔“

وہ انہیں ڈرائیکٹ روم میں لے آیا... ان کے تیغنے کے بعد  
ولا:

”میں ہو کوبلہ کر لاتا ہوں۔“

یہ کہہ کر وہ کمرے سے نکل گیا... میں اس لمحے فرزانہ کی

یہ کہہ کر وہ کمرے سے نکل گیا... میں اس لئے فرزانہ کی  
نظر میں ڈرائیک روم میں رکھی ایک چیز پر پڑیں... اس کی آنکھوں  
میں یہاں کیے تھاں اخوند دوڑ گیا... پھر وہ بلا کی تجزی سے انھی اور  
آتش دلان کی طرف پڑا۔

## ٹھیک

”مری بات ہے فرزانہ... دوسرے کے گمراہی جنمیں  
میں چھپا کرتے۔“ ”جسودے بھاگ کہا۔  
”لیکن اگر وہ کوئی خطرناک چیز ہو تو۔“ فرزانہ اس کی طرف  
مزدی۔

خطرناک چیز... کیا مطلب... ہمیں تو یہاں آتش دلان پر  
کوئی چیز خطرناک نظر نہیں آرہا۔“  
”عقل کی آنکھیں کم استعمال کرتے ہوں... اس لئے۔“ اس  
نے جمل کر کھلا۔

”بچھے انکل... اب یہ اپنی عقل کی آنکھوں کو درمیان میں  
لے آئی... آگے آگے دیکھئے کیا ہوتا ہے۔“

”حرمت ہے...“ خان رحمان کے مدرسے لکھا۔

”میں... آپ کو کون کی بات پر حرمت ہے۔“

”بچھے آتش دلان پر کوئی خطرناک چیز...“

ان کے الفاظ دار حیان میں رہ گئے... اسی وقت ایک لوہی

”پھر یہ کس نے خریدا تھا... خالد صاحب آپ تھے۔“

”نہیں۔“ وہ فوراً واپس۔

”فوراً اگر کے باقی افراد سے پوچھیں... بحسب کو ایک جگہ جمع کر لیں... اس طرح ہم ایک دوسرے سے مل بھی لیں گے... تعاون بھی ہو جائے گا اور بات کو آگے بڑھانے میں آسانی بھی ہو گی... ہمارہ یہ چیز کی ایک وجہ ہے... ماذر ان گروں میں آج ہیں پھر یہ چیز کی ایک وجہ ہے...“

”لیکن فرزانہ میں یہ بات بہت بدی ہے... کہ یہ بلاوجہ بات کرتے کرتے ترک جاتی ہے۔“

”ہاں واقعی... میں کوشش کروں گی اس مادت سے رکھا چھڑاں گے۔“

”کیا میں سب کو بیسیں لے آؤں۔“

”جی... جی ہاں اے ہی آئیں... اور گریلو مٹاڑ میں کو بھی۔“

”مگر میں صرف دو ملازم ہیں... دو توں میاں بھی ہیں... سلامت اور بخوبی۔“

”اُنہیں بھی بیسیں لے آئیں۔“

جلد ہی جاپ اور خالد واپس لوئے... اب ان کے سامنے

ایک عورت اور دو چیزوں اور دو مردوں اور ساتھ آئے تھے... ان کے

عمر آدمی اندر داخل ہوا تھا اور اس کے پیچھے دعی لڑکا تھا۔

”السلام علیکم خان رحمن... میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا... کہ آپ ان کے سامنے آ جائیں گے... یہت خوشی ہو رہی ہے۔“

”اب ان کے بغیر زندگی کا ہمراٹ نہیں آتا... ہر وقت ان کے ساتھ رہنے کو بھی چاہتا ہے... جاپ صاحب۔“

”وہ بھی جھٹکے... پھر ان کی نظریں فرزانہ پر پڑیں...“

”بھی سک آتیں داں کے ساتھ گلی کمزی تھی...“

”اکل ایسا تھی آپ نے کب خریدا؟“

”سگ... کون سالم تھی۔“

”بھی یہ... ماں تھی دانت کا تھی۔“

”عن... نہیں... نہیں۔“

”یہ آپ نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔“ فرزانہ نے حیران ہو کر کہا۔

”عن... نہیں۔“ وہ کہا۔

”آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔“

”یہ... یہ ماں تھی میں نے نہیں خریدا۔“

”خوب!... دیکھا تم نے۔“ فرزانہ محمود کی طرف مڑی... اب اس کی آنکھوں میں بھی حیرت تھی... قاروق اور خالد رحمن کا بھی مارے جھٹ کے بر احوال تھا... جاپ صاحب اور خالد تو من کھوئے کمزے تھے۔

ٹاؤہ سلامت اور بھے سب سے آخر میں اندر داخل ہوئے تھے اور دروازے پر ہر کر کھڑے ہو گئے تھے۔  
”آپ دونوں دہان کیون رک گئے... آپ بھی آگے آکر بٹھ جائیں۔“

”جی ہم...“ سلامت نے وہ کھلا کر کہا۔

”یہ مگر کے لازم ہیں... میں نے تیارا... سلامت اور بھر... میاں بھر ہیں۔“

”جی ہاں! ہم بھے گئے ہیں.. آپ بھی اندر آکر بٹھ جائیں۔“

”جی... وہ... ہم۔“

”ہاں ہاں... آپ لازم ہیں تو پھر کیا ہوا۔“ فرزانہ ول اخن۔

”بٹھ جاؤ بھی اندر آ کر۔“ جالب صاحب نے مدعا منہ مبنیا۔

”وہ بھکتی... شرماتے کر سیوں پر بٹھ گئے... یوں لگتا تھا جیسے کر سیوں پر بٹھ کر وہ کوئی بھاری جرم کر رہے ہیں... اس بات کو انہوں نے خاص طور پر غسوں کیا۔“

”یہ ہا تھی... جو ہا تھی وانت کامنا ہوا ہے... کس نے خریدا تھا۔“

انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا... جیسے پوچھ رہے ہوں... ہا تھی کون خرید کر لایا تھا... لیکن کسی کے چہرے پر ایسے آثار

پیدا نہیں ہوئے جیسے وہ خرید کر لایا تھا... جب سب نے نقی میں سر ہلایا تو جالب خان اچھل پڑے۔  
”میاں مطلب؟“

”میاں مطلب؟“ باقی لوگ ایک ساتھ ہوں اٹھے۔  
”اب میرا خیال ہے... ہم لوگوں کو بھی کتنا ہاں ہے... کیا مطلب؟“ محمود سکر لیا۔

”یہ کیا بات ہوئی... آپ میں سے کوئی اس ہا تھی کو خرید کر فیس لایا... تو پھر یہ گھر میں آپکے گیا اور آپ لوگوں کو پہا کجوس قیمتیں چلا۔“

”میں بتاتا ہوں... شاید یہ آج سے تم روز پلے مجھے یہاں رکھا نظر آیا... سچوٹ کی چیزوں کے ہم بھی حقیقیں ہیں... میں نے خیال کیا... بیجوں میں سے کوئی لے لیا ہو گا...“

”لوہر ہم نے یہ خیال کر لیا کہ ڈیلی لائے ہوں گے۔“  
اب فرزاد کی نظر میں دونوں ملازمند پر جنم گئیں۔

”میاں آپ دونوں میں سے کوئی لایا ہے۔“  
”جی قسم... ہم ایسے کام نہیں کرتے... ہمارے ذمے تو اس گھر کے کام ہیں... کھانے پکانے کی چیزیں ضرور ہم بازار سے لائے ہیں... گوشت... بیزی... دالیں دغیرہ۔“ سلامت نے فورا کہا۔

”اور آپ دونوں... جالب صاحب آپ نے ان کا تعارف

ہمیں کرایا۔ ”فرزانہ نے دونوں مردوں کی طرف دیکھا۔

”یہ میرے چھوٹے بھائی ہیں... عاتب خان... لوزیہ  
میری فتح کے چھوٹے بھائی ہیں... اختریگ... فتح کنام ہے...  
الماں فتح... اور یہ دو میری چیزوں ہیں... نادیہ اور سعدیہ... خالد  
سے آپ پہلے ہی مل پچے ہیں۔“

”بہت خوب! اختریگ صاحب بھی آپ کے ساتھ ہی  
رہتے ہیں۔“

”ہاں! یہ اپنے والدین کی جائے اپنی بیکن کے ہاں رہنا زیادہ  
پسند کرتے ہیں۔“ جالب خان نے کہا۔

”مطلوب یہ کہ اس گھر میں سات افراد رہتے ہیں... وہ  
ملازم ہیں... کیا ملازم بھی یہیں رہتے ہیں۔“

”ہاں! کوئی بھی کے پچھلے حصے میں ان کے لیے کوارٹر مانا ہوا  
ہے... یہ اس میں رہتے ہیں۔“

”یہ یہاں کب سے ملازم ہیں۔“

”وہ ماہ تو ہونگے ہوں گے... ان سے پہلے جارے اپنی کی  
طرح دو میاں یوہی ملازم تھے... لیکن وہ ملازمت چھوڑ کر پچھلے گئے  
تھے... پھر ہم نے اخبار میں اشتھار دیا... تو یہ اختریگ دینے کے لیے  
آئے تھے... اس طرح انہیں ملازم رکھ لیا گیا تھا۔“

”ہوں! سوال یہ ہے کہ یہ بات کامی دانت کا ہے تھی مگر میں کون  
لایا... مگر کا کوئی فرد یہ مانئے کے لیے تھا نہیں ہے... جب پھر یہ کہے

یہاں پہنچا۔ ”فرزانہ نے حیرت زدہ اندھاڑیں کھلائے۔

”اس سے بھی زیادہ حیرت کی ایک بات اور ہے فرزانہ۔“

ایسے میں خان رحمن کی آواز سنائی دی۔

”مجی... وہ کیا؟“

اس بات کی وجہ کر جیسیں اس کے خطرناک ہونے کا  
احساس کیے ہو گیا... جب کہ اتنی دیر گزر گئی... ہمیں تو اس میں کوئی  
خطرناک بات محسوس نہیں ہوئی۔“

”وہ... مجی... میں... اب میں کیا تھا تو۔“ ”فرزانہ گزرو آگئی۔

”یہ کیا بات ہوئی... اب میں کیا تھا تو۔“ ”فادق نے دست

ملایا۔

”بجیا بات ہے، وہ بتاؤ۔“ خان رحمن نے آنکھیں نکالیں۔

”مجی... مجی اچھا... آپ کہتے ہیں تو بتا دیجی ہوں... دیے

میں چاہتی تھی... یہ بات نہ بتاؤ۔“

”یہ کیا بات ہوئی۔“ ”محروم نے دست ملایا۔

”میں چاہتی تھی، بیبات سب کے سامنے نہ بتاؤ۔“

”اچھا تھیک ہے... ہم الگ ٹھل کر پوچھ لیتے ہیں۔“

”تمیں جتاب ایسے معاملہ ہمارے گمراہ کا ہے... آپ بھیں

سب کے سامنے ہائیں... اس بات کی میں آخر ایک کیا بات ہے۔“

جالب خان پہنچا۔

”کیا یہ بات کم عجیب ہے کہ کسی کو معلوم نہیں، یہ مگر میں

آپ کے ۲"

"ہاں اس پر خیر ہم سب حیر ان ہیں۔"

"سب اس میں کوئی خطرناک بات بھی ہے۔"

"لیکن ہم جانا ناچاہے ہیں... وہ بات کیا ہے۔"

"آپ کی مر منی... میں نے اسے اپنی سو نغمہ ہلاتے دیکھا

"میں... نہیں !!!"

"وہ ایک ساتھ چلائے... اب تو ان کی آنکھوں میں خوف عی خوف دوز گیا۔"

○○○○○

خالد بول اٹھا۔

"اوہ ہاں ! اس میں لٹک نہیں ... حت تک کیا یہ کوئی کھلونا

ہے... جو سلوں سے چلتا ہے۔" خان رحمان بول بڑے۔

"میں اس نظریے سے اس کا جائزہ لے پہنچی ہوں... لیکن

یہ پائیں کیا لوے کا کھلونا نہیں ہے... یہ واقعی ہاتھی دانت کا بنا ہوا

ہے... آپ لوگ اس کو با تھہ میں اٹھا کر دیکھیں... یہ بات بھی

نہیں کہ اس کی سو نغمہ الگ ہے اور کسی پتن سے انکھیں گئی ہے... اس

صورت میں سو نغمہ ضرور ہوں اور غیرہ لگتے سے خود چوہلیں لکھنے ہے...

لیکن ایسا بھی نہیں ہے، سو نغمہ اور اس کا جسم ایک عجائب۔"

"بھی امطلب... یہ آپ نے کیوں کہا... لودھ نہیں۔"

"میر امطلب ہے... ان کی کیا ضرورت پیش آئی۔"

"ہم اس بات تھی کو ان کے ذریعے چیک کرائیں گے... بظاہر یہ ایک ڈنگور یعنی جیس ہے... یعنی سجادوت کی چیز... اور بات تھی دانت سے ملایا گیا ہے... لیکن یہ دراصل کیا ہے... یہ پروفیسر انکل بتائیں گے کوئی نکلے اس بات کا امکان ہے کہ یہ کوئی حربت انگریز ایجاد ہو۔"

"بھی تم تو بہت زیادہ پر اسرار باتیں کر رہے ہو۔" خان رحمان ذرگئے۔

"تو آپ فون کر دیں... اور ہم جالب خان سے پہنچا چاہیں گے... وہ یہ بات کس طرح کہ سکتے ہیں کہ کوئی نامعلوم آدمی اس گھر کے کسی فرد کو قتل کرنا چاہتا ہے۔"

"اس کی وجہ ہے۔" انہوں نے پر سکون آوازیں کہا۔

"جب پھر بتائیں..."

"رات کو سونے سے پہلے ہم لوگ تمام دروازے اندر سے نہ صرف بند کر کے سونے کے عادی ہیں بلکہ ان پر تالے بھی لگائے جاتے ہیں... اور ان سب تالوں کی چاپیاں میرے پاس ہوتی ہیں... چند دن پہلے چاچوں کا کچھ عائب ہو گیا۔"

"میں کہا... عائب ہو گیا۔"

"ہاں ایس چاچوں کے کچھے کو اپنی میری کوڑا میں رکھنے کا عادی ہوں... اس رات بھی دروازوں کو تالے لگائے کے بعد میں

"تب پھر فرزد... تمہاری آنکھوں نے دھوکا کھایا ہو گا۔"

"نہیں... ایسا نہیں ہے... سو ٹھنڈی تھی۔"

"اللہ اہم حرمائے... ایک بات پہلے ہی پہلے نہیں پڑی تھی کہ اس بات تھی کو گھر میں لا لیا کون... دوسری بات یہ سمجھ میں نہیں آئی کہ یہ سو ٹھنڈہ کس طرح ہلا سکتا ہے۔" فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"میرے ذہن میں اس پہلے سوال کا جواب آتا ہے... دوسری کا نہیں۔" فرزد بڑھا اپنی۔

"چلو تم پہلے ہی کا جواب ہتا دو۔" فاروق نے منہ نہیں۔

"ہاں ضرور... کیوں نہیں... گھر کا کوئی ایک فرد اس بات تھی کو گھر میں لا لیا ہے... لیکن وہ کسی وجہ سے یہ بات ظاہر نہیں کر سکتا ہے... ہو سکتا ہے، یہ بات خطرناک ہو... اس کے ذریعے وہ اپنا مقصد حاصل کرنا چاہتا ہو۔"

"اور اس کا مقصد ہے کیا؟"

"یہ نہیں معلوم نہیں... جالب خان صاحب کا یہ کہنا ہے کہ کوئی اس گھر میں کسی کو قتل کرنا چاہتا ہے... لہذا اس سوال کا پیدا جواب دیں کہ انہیں یہ بات کیسے معلوم ہوئی... لور انکل... آپ پروفیسر انکل کو فون کر دیں... اب یہاں ان کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے۔"

"لودھ... نہیں۔" وہ حیر ان رہ گئے۔

کاری گرنے بنن کی گزیدہ کو انتقالی قرار دیا... یعنی کسی نے اس کو خراب کیا نہیں تھا... بیر حال اس نے بنن کی مرمت کر دی تھی... اس کے باوجود سب ان پلکڑ کا یہ کہنا ہے کہ اس مگر کے کسی فرد کو کوئی نامعلوم آدمی قتل کرنا چاہتا ہے... ہم یہ بات سن کر حیرت زدہ رہ گئے... ان سے پوچھا کر وہ یہ بات کس طرح کہ سکتے ہیں... انہوں نے صرف اتنا جواب دیا کہ وہ ایسا اپنے تجربے کی بیان پر کہ رہے ہیں، وہ تو چلے کچھ لکھن دوسرے دن ان کے خیال کی تصدیق ہو گئی۔ "وہ ایک بار پھر رک گئے۔

"وہ... وہ کیسے؟"

"وودھ کے ایک گلاں میں زہر پلائی گیا..."

"یا مطلب... یہ آپ نے ایک لور بیگبیات کر دی..."

"ہم سب رات کو سوتے وقت وودھ پینے کے عادی ہیں..."

لازم ہمارے لیے رات کو ایک ساتھ گلاں نرے میں رکھ کر لے آتا ہے... لور ہم ایک ایک گلاں پی لیتے ہیں... اس دن ان پلکڑ صاحب کی باشی سننے کی وجہ سے میں کافی پریشان تھا... سب نے گلاں اٹھائے تو میں نے کہا، ایک منٹ... پہلے ہم اس وودھ کو چیک کریں گے... ہر گلاں میں سے تھوڑا تھوڑا اساد وودھ لے کر پانٹولی کو پلایا گیا... اور میں مر گئی۔"

"لوہ نہیں۔" ان کے من سے ایک ساتھ نکلا... اب ان کی

آنکھیں ہارے حیرت کے پھمل گئیں۔

نے وہ دراز میں رکھا تھا... لیکن صبح میں اٹھا... وہ پچھا دہاں نہیں تھا۔ میں نے خیال کیا کہ شاید میں بھول گیا ہوں گا... لذا اور ہر اور ہر طرف چلاش کیا گیا... چاہیں کا چلاش ملا... آخر سب تاں تبدیل یہ گئے... نیا چھٹا چاہیں کا تید کیا گیا۔ "یہاں تک کہ کہ جالب خان خاموش ہو گئے۔

"اتی یہ بات سے یہ کیسے ہات ہو گیا کہ اس مگر کے کسی فرد کو کوئی نامعلوم آدمی قتل کرنا چاہتا ہے۔" فرزان نے حیران ہوا کہ پوچھا۔

"اہمی میں نے بات پوری نہیں کی۔" انہوں نے متسلسل۔

"تو آپ بات پوری کریں تا۔"

"میں نے چالیاں کم ہونے کی رپورٹ درج کر لی تھی۔"

"یہ آپ نے اچھا کیا۔"

"ب ان پلکڑ یہس راجا شاکر نے ہی یہ مخورہ دیا تھا کہ تمام تالے بدال دیے جائیں... کچھ نکلے یہ کسی چور کا کام دکھائی دیتا ہے... اور یہ کہ وہ مگر کامحاکے کرنے کے لیے آئے گا... میں نے کہا، ضرور آئیں... چنانچہ وہ آئے... انہوں نے مگر کامعاونت کیا... خاص طور پر انہوں نے لازم اور لازم سے سوالات کیے، لیکن چاہیں کے کچھ کے بارے میں یہ کچھ نہ بتا سکے... مگر کامجاڑے لیتے وقت ب ان پلکڑ راجا شاکر کو یہس کے چولے میں کچھ گزیدہ نظر آئی، وہ چوکے... انہوں نے کیس کے چولے کو ایک کاری گر سے چیک کر لیا... لیکن

لے ٹھاپا...“

”فیکر ہس بارے میں کچھ معلوم نہیں... نہ اسکلر صاحب کچھ معلوم کر سکے... تاہم ان کی یہ بات درست ثابت ہو گئی کہ اس مکر کے کسی ایک فرد کو کوئی قتل کرنا چاہتا ہے... اگر سب کو قتل کرنے کا پروگرام ہوتا تو پھر سب گلاسوں میں زہر اوتا۔“

”ہاں؟ یہ تو واقعی تھیک ہے... خیر... کیا اس کے علاوہ بھی کوئی واقعہ ہوا ہے۔“

”تھی ہاں ایک لور ہوا ہے... زہر والے والقے کے بعد جم پہنچتے زیادہ گلر مند ہو گئے تھے... اور بہت زیادہ اختیاط کرنے لگے تھے... اس والقے کے تین دن بعد لاہور یونیورسٹی میں ایک سانپ ملا۔... سانپ کتابوں کے ایک ریک کے پیچے تھا... اس دن میں بال بال چا.. بھیجئے مطالعے کا بہت شوق ہے... میں بے خیال میں اندر رواں مل ہوا... تو اچھا بک کتابوں کے ایک ریک میں سانپ کی دم نظر آئی... میں تو اچل پڑا... پھر کتابوں کے اوپر پھٹھا ہوا پورا سانپ نظر آکیا... میں فوراً اور واژہ مدد کر دیا لور مکر کے افراد کو بتایا... سب ڈر گئے... سانپ کو بارے کا تم سب میں کسی کو تجویز نہیں... دامیں بیاگیں کے پڑھ سکوں کو بیالی بھیجا... وہ کافی دلیر واقع ہوئے جیں... دو نوں لاہور یونیورسٹی میں داخل ہوئے... ان کے ہاتھوں میں ڈھنگے تھے... میں انہوں نے ان ڈھنڈوں کی بدو سے سانپ کو بارہ ڈالا اور پانچ منٹ بعد... میں ہوا سانپ انہوں نے ہمارے سامنے ڈھنگر کر دیا... ایک بار پھر جتاب اسکلر

”ست... تو کیا... ان سب گلاسوں میں زہر تھا۔“

”نہیں... صرف ایک میں... میں کے مرنے پر ہم نے اسکلر کو فون کیا... وہ دوڑے آئے... اور میں کو دیکھتے ہی ہوئے... دیکھا... میر اندازہ درست تھا... انہوں نے اپنا خیال ظاہر کرتے وقت یہ بھی کہا تھا کہ ہر چیز کو چیک کر کے گھلایا جائے... پھر انہوں نے ان گلاسوں پر لور و دودھ پر بقدر کر لیا... لیبائزی سے چیک کر لیا تو پہاڑا، زہر صرف ایک گلاس میں تھا۔“

”تب پھر تھک کی کیا بات رہ گئی... اسکلر صاحب نے طازم لور طازم کو کیوں گرفتار نہیں کیا۔“

”وہ تو ان دو نوں کو فوراً اگر فتاہ کر کے قتل نے لے جائے ہے۔“

”لیکن کیوں؟“

”آپ خود سوچیں... کوئی شخص اگر کسی کو خفیہ طور پر زہر دیتا چاہے... تو کیا اس طرح خود ہی قتل اکر لے آئے گا اور یہ دھان میں چلا جائے گا... ہر گز تھیں۔“

”ہاں ایسا بات تو نہیں ہے... لیکن ان دو نوں نے بتایا کیا۔“

”انہیں اس بارے میں کچھ معلوم نہیں... ان کا بیان ہے... دو نوں نے معمول کے مطابق دودھ کے گلاس تیار کے... ٹرے میں رکھے اور یہ دس نئے آئے۔“

”تب پھر دودھ کے ایک گلاس میں زہر کیا کسی جن بخوبت

"اوہ واقعہ کمال ہے۔" وہ ان دونوں کی طرف گھوم گئے۔  
"شاید یہ بات آپ کو عجیب گئی۔" سلامت نے تیر ان ہو کر  
کہا۔

"تمیں خیر... مطالعے کا شوق تو ہر پڑھنے لکھنے آدمی کو  
ہو سکتا ہے... اور یہ سب پڑھنے لکھوں کو بھی تمیں ہوتا... اکثر۔"  
"ہاں دراصل ہمیں کامیاب افسانے اور ناول پڑھنے کا  
شوچ ہے... ہم لاہوری میں سے صرف اس قسم کی جیزیں ہی  
پڑھنے کے لیے لے لیتے ہیں... خان صاحب کی طرف سے اجازت  
لی ہوئی ہے..."

"اس کا مطلب ہے... لاہوری میں تو کوئی بھی پا سکتا تھا  
اور ساتھ کافی تھا۔" سکتا تھا۔  
"تھی... تھی ہاں۔"

"تب پھر یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ وہ معلوم آدمی کسی غاص  
فغض کو ہلاک کرنا چاہتا ہے... اس کا مطلب تو پھر یہ ہوا کہ وہ چاہتا  
ہے... اس کمکر کا میں کوئی ساغھض ہلاک ہو جائے... میں ہو جائے...  
میں اس سے اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا کہ ہلاک کون ہوتا ہے..."

"اور یہ ایک عجیب ترین بات ہے... آخر وہ ایسا کیوں چاہتا  
ہے... یادہ کیا چاہتا ہے۔" محمود نے الجھن کے عالم میں کہا۔  
"اس سے بھی پسلے سوال یہ ہے کہ یہاں سانپ لا یا کون۔"  
"کیا مطلب؟"

صاحب گولایا گیا... انہوں نے پھر کہا... اس مگر کے کسی ایک فرد کو  
کوئی نامعلوم آدمی قتل کرنا چاہتا ہے... اب ہم بہت پریشان ہو گئے  
تھے... چاری خان رحمن صاحب سے دوستی تو ہے ہی... یہ ملاقات  
کے موقع پر آپ کا ذکر کرتے رہے ہیں... لذا جب ہم اس سکے  
میں سر جوڑ کر بیٹھنے کے آپ کیا کریں... تو اپنکے جمشید کا نام ڈہن میں آیا  
... اس طرح آپ کو فون کیا گیا... لیکن افسوس... اپنکے صاحب تو  
آئی تھیں سکے۔"

"آپ گھرنے کریں... یہ کوئی ایسا مشکل سندھ نہیں ہے...  
تاہم ضرورت پڑی تو تمیں بھی ہلاالیا جائے گا... فی الحال ہمیں دیکھنا یہ  
ہے کہ وہ کون ہے... جو ایسا چاہتا ہے... اور ایسا کر کے اسے فائدہ کیا  
ہو گا... ہمیں یہ معلوم نہیں کہ کون سے فرو کو ہلاک کرنا چاہتا ہے...  
لیکن لاہوری میں سانپ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اس مگر میں مطالعے کا  
شوچ ہے... وہ شخص میں انہیں ہلاک کرنا چاہتا ہے... اور یہ آپ  
نیچے ہیں کہ آپ کو مطالعے کا شوق ہے... لذا اس شخص کا نشان  
آپ ہیں۔"

"میں نہیں... یہ بات بھی نہیں ہے۔" جاپ خان نے سکرا  
کر کہا۔

"کیا مطلب؟" وہ چکے۔  
"تم سب کو مطالعے کا شوق ہے... یہاں تک کہ سلامت  
اور نجس کو بھی شوق ہے۔"

## ہاتھی نہیں

چد لئے سکتے کے عالم میں گزر گئے... وہ بھر بھر فرزان کو دیکھ رہے تھے، آخر فاروق نے کہا:  
”تم کیا کہنا چاہتی ہو فرزان۔“

”صرف یہ کہ جس طرح نہیں یہ معلوم نہیں کہ ہاتھی دانت کا ہاتھی یہاں کون ایا۔ اسی طرح یہ معلوم نہیں کہ سائب کون ایا۔ تاہم ان دونوں باتوں میں ایک فرق ہے۔“ فرزان مسکرائی۔  
”اور وہ کیا؟“ فاروق نے بر اسامہہ سایا۔

”یہ کہ ہاتھی دانت کا ہاتھی... سجادوت کی پیچی یہی فروخت کرنے والی کسی دکان سے لا کر رکھا جاسکتا ہے۔ جب کہ سائب کسی دکان سے خرید کر نہیں پہنچوڑا جاسکتا۔“

”یہ بھی کچھ مشکل نہیں... کسی بیمارے سے سائب بھی خریدا جاسکتا ہے۔“ فاروق نے جل بھن کر کہا۔  
”بہت خوب ایسے بات ہمارے لیے مفید ہے۔“ فرزان مسکرائی۔

”کیا مطلب؟“

”کسی اپے سبیرے کو ٹلاش کرنا آسان کام ہے... جس سے حال تھی میں کسی ہا معلوم آدمی نے کوئی سائب خریدا ہے... لیکن کسی اپے سبیرے آدمی کو ٹلاش کرنا آسان کام نہیں جس نے کسی دکان سے ہاتھی دانت کا ہاتھی خریدا ہے... اللہ اکیوں نہ ہم پہلے کسی بیمارے کی ٹلاش میں لٹکیں... اگر ہم کسی بیمارے کو ٹلاش کرتے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو اس سے یہ بات آسانی سے معلوم کی ہو جائے گی کہ اس سے سائب کس نے خریدا تھا... اور بھر ہم اس سے پوچھ ہی لیں گے... کہ جتاب آخر آپ پہاڑے کیا ہیں... آپ کا پروگرام کیا ہے۔“

”اول... بہت خوب... یہ تو آسان نزد رہے گا۔“

”ویسے یہ سارا معاملہ حد درجے بھیب و غریب ہے... اور اس کے سر ہر ڈر کا کچھ پہاڑ نہیں پہل رہا۔“

”اور بیمارے کی ٹلاش بھی تو آسان کام نہیں ہو گا۔“

”میرے خیال میں یہ کچھ مشکل نہیں... شر سے باہر خاتم بدش رہتے ہیں... وہ یہ کام کرتے ہیں... لتنی سائب پکڑ کر سائبوں کو کوپلتے ہیں... مداری کے کھیل وغیرہ دکھاتے ہیں... ہم ایسی آبادی کے پاس سے کبی بلاد گزرے ہیں۔“

”تب پھر ہو جائے ایک چکر اس آبادی کا۔“

”ہاں! لمحیک ہے۔“

اب وہ گھر کے افراد کی طرف ہڑے۔

”آپ لوگ محاط ہیں... ہم سبیروں کی آبادی کا چکر لگا کر

”کون صاحب بات کر رہے ہیں۔“

”میں محمود ہوں۔“

”کون محمود۔“ اکھڑ لجھے میں کہا گیا۔

”آپ ان سے بات کراؤ ایس... میں تعاون کراؤں گا۔“

جواب میں فون بند کر دیا گیا... محمود جھلا اٹھا... اس نے

دوبارہ نمبر ڈائل کیے۔

”کیا ہوا محمود۔“

”پوری بات سے بغیر فون بند کر دیا گیا۔“

”خانوں میں فون اسی طرح سنتے جاتے ہیں۔“ خانہ رحمان

جل گئے۔

اسی وقت سلسلہ پھر مالا...“

”اپکر چیلڈ کے گھرانے سے فون ہے۔“ محمود گرج دار

آواز میں بولا۔

”لوہ... بیس سر... ابھی ہیں۔“ اس نے بوکھلا کر کہا... جو

پہلے بات سننے کے لیے تیار نہیں تھا۔

جلد ہی ایک بھاری بھر کم آواز نشانی دی۔

”راجشا کر بات کر دیا ہوں... فرمائیے... کیا خدمت

کر سکتا ہوں۔“

”اور میں محمود ہوں۔“

”اوہ اچھا... کہے۔“

آتے ہیں۔“

”اب ہم اور خوف زدہ ہو گئے ہیں۔“ جاقب خان نے کہا۔

”اگر آپ پہنچ کریں تو یہاں حماقتو انتظامات کیے جاسکتے ہیں۔“

”کیا مطلب؟“

”ہم ابھی آپ کے سب اپکلہ صاحب سے بات کر لیتے ہیں... وہ ابھی دو تین کاشتیل یہاں بھیج دیں گے... فی الحال اتنا کافی ہے... یوں بھی ہم جلد لوٹ آئیں گے اور پھر یہیں ٹھہریں گے۔“

”آپ... آپ کا مطلب... آپ رات کو یہاں رہیں گے۔“

عاقب خان نے پوچھا۔

”اگر آپ کو کوئی اعتراض ہے تو پھر نہیں ٹھہریں گے۔“

محمود نے بھروس کی طرف دیکھا۔

”نہ... نہیں... ایسی کوئی بات نہیں۔“ عاقب خان

ٹھہر آیا۔

”بھکریے تو ہمارے لیے خوشی کی بات ہو گی۔“ اختریگ نے

فوراً کہا۔

”ٹھکریے... ہم فون کر رہے ہیں۔“

اب محمود نے پولیس اسٹیشن فون کیا۔

”ب اپکلہ راجشا کر سے بات کرائیں۔“ دوسرا طرف

کی آواز سن کر محمود نے کہا۔

نہ کر رہا ہو۔ ”فرزاد نے پر اسرا رانہ ازیں کھا۔

”میں مطلب؟“ وہ پچھ لے۔

”اس بات کا ذر دست امکان ہے کہ مگر کافی کوئی فرد مگر کے کسی فرد کو قتل کرنا پڑتا ہے۔“

”کیا! نہیں...“ وہ مردی طرح اچھلے۔

”ہاں جتاب... ہم یہ بات یقین سے کہ سکتے ہیں... کہ ہر مرد کوئی باہر کا آدمی نہیں ہے۔“

”آپ کا خیال سو فیصد غلط ہے... ہمارے گھر میں بھلا ایسا کون ہو سکتا ہے... یہاں میں رہتا ہوں... میرے ہدایتی چہرے پر جسیں... میرا ایک بھائی اور ایک بھری بھائی کے بھائی رہتے ہیں... میں یہ ہیں کل افرا۔ ان میں سے بھاکون کے ہلاک کرنا پڑتا ہے، اور کیوں؟“

کوئی ہم اس سوال کا جواب تو نہیں دے سکتے... لیکن ہرستے جلد آپ کو بناٹنے کے قابل ہو جائیں گے... ویسے آپ نے دو افراد کے نام میں پھرے ”فرزاد مسکرا۔“

”کیا... طلب... کون سے دو افراد۔“

”سلامت اور نجہ۔“

”حد ہو گئی... اب یہ بے چارے ہم میں سے کسی کو ہلاک نہ کی سازش کریں گے۔“

”ہاں! کیوں نہیں... اس بات کا بھی امکان ہے۔“

”آپ جا بخان مگرانے سے واقف ہیں۔“

”مجی بابا... اچھی طرح... آج کل یہ مگران عجیب و غریب حالات کا شکار ہے۔“

”وہ خوف زدہ ہیں... آپ یہاں دو تین کاشیل متعر کر دیں...“

”لوہا پھل“ اس نے کہا۔

”ویسے ہم بھی اس معاملے کو دیکھ رہے ہیں... اور ان شاء اللہ جلد اس فرض سکھ جائیں گے۔“

”یہت خوب!“ ان پکڑ راجا شاکر نے کہا۔

”ہمارے الکل خان رحمان اس مگرانے کے دوست ہیں... یہ خیال رہے۔“

”آپ ٹکرنا کریں... میں خود ان لوگوں کے لیے ٹکر مند ہوں۔“

”ہوں اچھا شکریہ۔“

”قہلانہ کر کے وہ جا بخان کی طرف مڑے۔“

”وہ اپنے چند ماحت ابھی یہاں بھی رہے ہیں... ہم بھی سیہوں کی بستی سے ہو کر آ رہے ہیں... آپ لوگ ٹکرنا کریں۔“

”اچھی بات ہے... آپ کا شکریہ... آپ لوگوں کے آجائے سے ہم کافی سکون محسوس کر رہے ہیں۔“

”لیکن ہو سکتا ہے... آپ میں سے کوئی ایک سکون محسوس

”مارے باپ رے... آپ تو ہم سب کو مجرم ہاکر رکھ دیں“

”سب کو نہیں... کسی ایک کو... اور میں آپ لوگوں کو  
دار کیے دیتا ہوں... پوری طرح ہوشیار رہیں... چیک کیے بغیر  
لچینت کھائیں۔“

ایسے میں دروازے کی سفیدی تھی... انداز پر فیسر داؤ کا تھا...  
دق نے فوراً دروازے کی طوف دوڑ لگادی۔  
”بھارے انکل پر فیسر داؤ آئے۔“

”اوہ اچھا... جاؤ سلامت انہیں اندر لے آؤ۔“  
”اس کام کے لیے فاردق جا پکا ہے۔“ محمود نے فوراً کہا۔  
پھر قاروq ان کے ساتھ اندر داخل ہوا...  
”السلام علیکم حضرات... معلوم ہوتا ہے... بیہاں کوئی  
میں مسئلہ دریافت نہیں ہے۔“

”آپ کا خیال غلط نہیں ہے... لیکن آپ سب سے پہلے اس  
تحمی کو دیکھ لیں۔“

”لگ... کیا... کہا... ہا تمی۔“

”جس بھی کہا تمی نہیں انکل... ہا تمی دانت کہا تمی۔“

”لوہ... تب تو بھاک ہے۔“ انہوں نے سکون کا سانس لیا۔

”کیوں انکل... اگر ہم آپ کو اصل ہا تمی دکھاتے تو کیا  
ہو جاتا... ہا تمی تو انسان دوست جانور ہے۔“

”ہاں! یہ تو ہے... لیکن بھی... ہا تھی اتنا بڑا ہوتا ہے کہ اس سے بنا وجہ بھی ڈر لگتا ہے۔“ وہ مسکرائے ”لیکن انکل... یہ تو چھوٹا سا ہے۔“

”اوہ ہاں... لا او۔“

انہوں نے ہا تھی کو باتھ میں لے لیا... پھر اس پر چند آلات لگا کر دیکھئے... اچانک ان کا پتھرہ ڈر دی پڑ گیا۔

”تن... نہیں... نہیں۔“ ان کی آواز میں خوف ہی خوف

تمہارا۔

”لک... کیا ہو؟ انکل۔“

”یہ... یہ... ہا تھی نہیں۔“

”کیا کہا... یہ ہا تھی نہیں... نہیں... تو کیا یہ گھوڑا ہے۔“

قاروq نے ہو کھلا کر کہا۔

ان حالات میں بھی انہیں قاروq کے جھٹپت پر فہمی آئی۔

”اوہ... بھائی کیا میں ہا تھی کے جانے گھوڑے سے ڈرتا

ہوں۔“ پردیس رداوہ نے مر اسامنہ ملایا... تاہم نہیں بھی آئی تھی۔

”پہچا نہیں انکل۔“ قاروq ہوا۔

”جس ہو گئی... میرا مطلب ہے... یہ ہا تھی نہیں... می ہے

”م۔“

”کیا!!“

"بھی... میں کہتا ہوں... فوراً گھر خالی کر دو... میں اس کو باہر نہیں پہنچکے سکتا... اس طرح نہ جانے کتنے لوگ اس کا فکار ہو جائیں گے۔"

"وہ سب بے تحاشا ہماگ کھڑے ہوئے... پروفیسر داؤڈ نے ہاتھی کو دیں میز پر رکھ دیا تھا... جلد ہی سب کے سب باہر نکل آئے اور کوئی شخص سے دور ہوتے چلتے گئے۔

"لیکن انکل... یہ ہاتھی تو نہ جائے کب سے گھر میں ہے۔"

"تو پھر اس سے کیا ہوتا ہے۔"

"اگر اس کے اندر مم ہے تو اب تک پہت جانا چاہیے تھا۔"

"اب یہ تو معلوم نہیں کہ وہ ہامم ہے... ریموٹ مم ہے، یاد ہما کے سے پہنچنے والا مم ہے... مجھے یہ چیک کرنے کی مہلت کہاں تھی... جو نہیں آ لے نہیں کہ اس میں مم ہے... ہم ہماگ کھڑے ہوئے... اور اس کا گیا ہاپا... وہ کب پہت جائے... پہنچتا ہی ہے یا نہیں۔"

"اللہ اپنا حم فرمائے... آخر یہ اس گھر میں ہو کیا رہا ہے... پہلے زہر... پھر سائب اور اب مم... مم کے بعد وہا معلوم ہم خص کیا جے استھان کرے گا۔" "محفوظے جلدی جلدی کہا۔"

"میر اخیال ہے... اس کے بعد وہ خود حملہ کرے گا۔"

"یہ... یہ تم لوگ کیا کہہ رہے ہو۔" پروفیسر داؤڈ حیران ہو کر بولے۔

"آپ ابھی آئے ہیں تا... اس لیے... آپ کو معلوم نہیں... یہ گھر ان خوفناک حالات کا فکار ہے... اور ابھی تک وجہ کا دور دور نکل پایا نہیں... نہ یہ معلوم ہو سکا کہ کون اس گھر کے کسی ایک آدمی کو بلاک کرنا چاہتا ہے... جب کہ اس مم نے ہمیں بتایا ہے... اس گھر کا دشمن تو اس اس گھر کو جاہ ہور بیدار کرنے پر ٹلا ہوا ہے... چاہے وہ کسی صورت میں ہو... ایک آدمی بلاک ہو جائے یا پورا گھر انہوں اسے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں... اور ایسا شخص یہ تھا کہ ہوتا ہے... اللہ اکابر میں جلد از جلد اس کا سراغ لگانا ہو گا... ہم آپ کو مختصر طور پر حالات نہادیتے ہیں انکل... یعنی وہ اب تک کیا کیا کو ششیں کر چکا ہے۔"

"ہوں... بتاؤ۔"

انہوں نے تفصیل سنادی... اور ہم نہیں پہنچا تھا... پھر مم سکول ہاکو فون کیا گیا... وہ جلد دہاں پہنچ گیا... تمام تر خانہ تھی انتظامات کرنے کے بعد وہ اندر داخل ہوئے... اور مم کو ہاکارہ گھر کے باہر لے آئے...

انہوں نے دیکھا... ہا تھی دانت کا ہا تھی اندر سے کھو چکا تھا لور اس کے اندر ایک خراسان مرکھا تھا۔

"مم بہت پچھوٹا ہے... لیکن اس گھر کے ایک آدمی کو بلاک کرنے کے لیے بہت کافی ہوتا... خدا کا شکر کرنیں... وقت پر اس کا چاہا چل گیا۔"

اوہ اوہ

اب سب پر نکت طاری ہو گیا تھا... ایسے میں فرزان کے  
منہ سے لٹکا:

”اُرے باپ رے۔“

”اب یا اُرے باپ رے تم کہاں ہے لے آئیں۔“ فاروق  
لے منہ مٹایا۔

”میں نے اکل... اس باتی کا سو ٹھہرہ لہنے دیکھا تھا...“

”کیا کہا... سونڈھ لہنے دیکھا تھا.“ پروفیسر داؤد جھرت زدہ  
روگے۔

”یاں نیا اکل... اور مجھے وہ تم نہیں ہوا تھا۔“

پروفیسر داؤد نے جواب میں پچھن کہا... قلمدانہ انداز  
تین باتی کی طرف بڑھے اور میر پر سے اسے اٹھایا... انسوں نے  
اسے چھوکر، اس کی سونڈھ کو ہلا کر دیکھا.. لیکن سونڈھ اپنی جگہ پر فٹ  
تھی... اگر سونڈھ کو ہلا جاتا تو پورا باتی ہلتا... نہ کہ صرف سو ٹھہر۔

”نہیں فرزان... تھیں ضرور وہم ہوا تھا... دیسے یہ باتی  
ہے خوب صورت... اور اب جب کہ اس میں سے ہم نکال لیا گیا ہے۔“

”بلیکن یہ چلتا کیسے۔“

”رمیوت کش روں ہے... جو نبی کوئی ریموت کاٹن دیتا...  
ہم پچھت جاتا اور جس کے ہاتھ میں یہ باتی ہوتا... اس کے گھرے  
از جاتے۔“

”اُرے باپ رے... کیا اور کسی کو نقصان نہ پہنچتا۔“

”تھوڑا بہت... تو باتی لوگوں کو بھی نقصان پہنچتا۔“

”سب تو ہمیں پھر پلے خیال پر واپس آتا پڑے گا۔“

”لک... کیا مطلب... پلے خیال پر۔“ وہ ایک ساتھ  
لے لے

”ہاں ایسے کہ اس کمر کے کسی ایک فرد کو کوئی نامعلوم آدمی  
ہلاک کرنا چاہتا ہے۔“

”اوہ... نہیں۔“ وہ ایک ساتھ ہو لے

○○○○○

یہ آتش داں پر رکھا جاسکتا ہے۔"

"پاں! کوئی حرخ نہیں۔" جالب خان مکارے۔

چودی فیر داؤ دے اس کو آتش داں پر رکھ دیا۔

"جمیر کے افراد میں سے وہ کون ہے... جس کا خیال ہے کہ

کوئی اگر قتل کرنا چاہتا ہے تو صرف اسے۔" فرزان نے سوال کیا۔

انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ اور یہم تھی میں

کہ ہلاں یہے۔

"نہیں... بالکل نہیں۔" جالب خان نے کہا۔

"آپ لوگوں کی آپس میں کوئی رنجش تو نہیں۔"

"ہرگز نہیں... ہم سب بار و بہت سے ہتھیں ہیں۔"

"آپ میں سے کسی کو قتل کر کے کسی کو کوئی ذمہ دست

فائدہ پہنچتا ہو۔"

"اے کوئی بیات نہیں... میر اکار و بار ضرور پھیلا ہوا ہے۔

لیکن وہ سب پہلے میں ان سب کا ہے... جو جس کا حصہ ہے... وہ یہ

میری زندگی میں جب چاہیں، لے سکتے ہیں... میرے مرنے کے بعد

لیٹا پسند کریں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں، یہ اعلان میں نے بہت پہلے

کروایا ہے... لذایہاں اس بات کا بھی کوئی امکان نہیں... کہ جائیداد

کی خاطر کوئی دوسرے کو قتل کرنے کی کوشش کرے گا... میری

موت کی تو یہ ہرگز خواہش نہیں کریں گے... اس لیے کہ میں نے

اپنی زندگی میں حق انسیں کار و بار کامالک بن دیا ہے... ان لوگوں نے کام

کاج سنبھالا ہوا ہے۔"

"لیکن ان میں سے کوئی یہ تو سوچ سکتا ہے کہ اگر قلاں  
مر جائے تو اس کا حصہ بھی مجھے مل جائے گا... اور اگر قلاں مر جائے تو  
اس کا حصہ بھی مجھے مل جائے گا۔" محمود نے چلدی چلدی کہا۔

"تو یہ کریں تو یہ... ہم لوگوں نے آج تک ایسا بھی نہیں  
سوچا۔" عاقب خان نے جھاکر کہا۔

"یہ آپ صرف اپنے بارے میں کہہ سکتے ہیں۔" محمود  
مکارا۔

"کیا مطلب؟" وہ پوچھتا۔

"یہ بات آپ دوسروں کے بارے میں نہیں کہہ سکتے، اس  
لیے دوسروں کے خیالات کیا ہیں، ان کی سوچ کیا ہے... وہ آپ کو  
معلوم نہیں۔"

"ہوں! واقعی... میں نہیں جانتا... لیکن اندازہ ضرور ہے  
کہ اس ذہن کا دھارے گریں کوئی آدمی نہیں۔"

"تب پھر ذرا آپ ہی تاریں... وہ کون ہے... جس نے اس  
گھر میں ہمراہ کھا ہے... وہ کون ہے... جس نے زہر ملایا تھا اور وہ کون ہے،  
جس نے یہاں سانپ پھوڑا تھا۔"

"دیے سانپ، زہر اور یہ ہم... جیوں چھیزیں ایک طرف  
اشارہ کر رہی ہیں۔" فاروق نے پر اسرار انداز اختیار کیا۔

"کس طرف؟" فرزان اس کی طرف مڑی۔

لیکن اس نے خدا سے کچھ نہ کیا اور دروازے کی طرف چلا  
گیا... واپس لوٹا تو اس کے ساتھ انسپکٹر اجا شاکر تھا...  
”کبھی جتاب اپنے کچھ معلوم ہو۔“

”اپنی تکہ ہم کچھ معلوم نہیں کر سکے... اب ہم پسروں کی  
بستی کی طرف جا رہے ہیں... کچھ بند گھر میں ایک عدالتانپ لاایا گیا  
ہے۔“

”یوں تو گھر میں نہ کی لایا گیا ہے اور زہر بھی لایا گیا ہے۔“  
”کوئی بات نہیں... ہم یہ جائزہ بھی لیں گے کہ زہر یہاں  
کیسے آ کیا اور سرم نہیں با تھی کیسے آ کیا۔“

پھر وہ گھر سے لٹکے... خان رحمن کی گاڑی میں پسروں کی  
بستی میں پہنچے... وہ خود بھی ان کی کار کے زرد یک آگے

”کوئی سانپ چاہیے صاحب... پالنے کے لیے۔“ ایک  
بوڑھاوا لا... اس کے ہاتھ میں تن تن تھی۔

”کیا مطلب... کیا لوگ اب سانپ بھی پالنے لگے ہیں۔“  
”ہاں جتاب... اگر با تھی پالے جاتے ہیں... شیر، پیتھی،  
گینڈے پالے جاسکتے ہیں تو سانپ کیوں نہیں۔“

”یہ سب چیزیں تو چیزیاں گھروں میں بیانی جاتی ہیں...“  
”سانپ بھی عام طور پر یا گھروں کے لیے خوبیے جاتے  
ہیں... لیکن کچھ لوگ اپنے گھروں میں پالنے کے لیے سانپ بھی لے  
جاتے ہیں۔“

”جو شخص اس مگر میں کسی کی موت کا خواہش مند ہے،  
اسے اس بات کی کوئی پرواںیں کہ کون مرتا ہے... مطلب یہ کہ اس  
کی بیان سے کوئی بھی مر جائے... مس وہ تو یہ چاہتا ہے، کوئی نہ کوئی مر  
ضرور جائے... آخر کیوں۔“

”وہ سب یہ سن کر نہ لے میں آگئے... کیونکہ یہ بات بالکل  
 واضح تھی... اس میں کسی حتم کا کوئی بدل نہیں تھا... اگر وہ کسی خاص  
آدمی کو ہلاک کرنا چاہتا تو وہ صرف اسے نشانہ نہیں تھا، جب کہ سانپ کو  
یہ معلوم نہیں ہوتا... کہ اسے کس شخص کو ڈنابے... نہ ہم کو معلوم  
ہوتا ہے کہ اسے کس شخص کو ہلاک کرنا ہے... وہ گیاد دوڑ کے گلاس  
والوں والا معاملہ... ان میں سے صرف ایک گلاس میں زہر تھا اور وہ  
گلاس ان میں سے کسی کے ہمیں میں بھی آسکتا تھا۔“

”ہوں... معاملہ حدود بے الجھا ہوا ہے... اور میں یہاں لایا  
جان کی ضرورت شدت سے محسوس کر رہی ہوں۔“ فرزان نے  
پریشانی کے عالم میں کہا۔

”میں اس لمحے دروازے کی تھیں جی...“

”یہ... یہ اس وقت کون آ کیا... سلامت دیکھنا جا کر۔“  
جالب خان بولے۔

”میں... ہم میں سے کوئی جائے گا... فاروق تم جاؤ۔“  
فاروق نے اسے گھورا... میسے کہہ رہا ہو...  
”میں یا تم یہاں بھیج پر افرگے ہوئے ہو۔“

”خیر... ایک بھرے میں پانچ سوروپے والے دو سانپ  
وال کر لے آئیں... لیکن ہوں بے ضرر... ان میں زہر نہ ہو۔“  
”جی اچھا۔“ بڑھے نے خوش ہو کر کھالوڑ چلا گیا... باقی  
لوگوں میں کمزور رہ گئے  
”کیا یہاں اکٹھوگ آتے رہتے ہیں... سانپ خریدتے  
کے لیے۔“

”اکٹھ کیاں آتے ہیں جاتا... سینے میں دو چار آجائتے  
ہیں... لذا اتم سانپوں کا تاشا شر میں دکھاتے پھرتے ہیں... اور اتنی  
روزی کھاتے ہیں۔“ ایک نوجوان بولا۔

”ایک آواہ بخت پلے کوئی صاحب یہاں آئے تھے سانپ  
خریدتے۔“ انہوں نے سر برے انداز میں کہا۔

”جی ہاں ایک صاحب آئے تو تھے... لیکن اسیں زہر لیے  
سانپ پالکے کا شوق تھا... آپ کی طرح نہیں۔“ نوجوان سُکر لیا۔

”ہماری طرح نہیں... کیا مطلب؟“

”آپ نے زہر کے بغیر سانپ مانگتے ہیں... انہوں نے ایک  
سانپ خریدا تھا، زردست تم کا زہر بولا... بیانے پانچ بڑا کادیا تھا۔“

”وہو اچھا... اکٹھ لوگ زہر لیے سانپ کیوں خریدتے  
ہیں... پانچ کے لیے تو زہر کے بغیر ہی خریدتے چاہیں...“

”پچھے لوگ سانپوں کے زہر کو کام میں لاتے ہیں... دو اوپس  
میں استھان کرتے ہیں... اور بھی کئی کام لیتے ہیں۔“

”میں ذر شمیں لگائے۔“  
”میں... مخفوظ تم کے بھرول میں بے کر کے دیتے ہیں  
تم۔“  
”لیکن بھرول کو تو کوئی بات جو کہ سکتا ہے... میرا مطلب ہے،  
گمرا کوئی چہ... تو کیا سانپ اسے ڈس نہیں لے گا۔“  
”میں... یہ بھرے دہری دیواروں کے بیانے چاتے  
ہیں... سانپ کا پن، ذیلان وغیرہ اندر رونی دیوار تک رہتی ہے اور  
ہم۔“

”زہر کے بغیر بھی سانپ، نہ جاؤ۔“ ڈس۔

”لیکن اسکو نہیں... ہر طرح کے سانپ مل سکتے ہیں۔“  
”اچھی بات ہے... آپ ایک سانپ کم ازاں کھتے کا اور زیادہ  
سے زیادہ کھتے کا دیتے ہیں۔“

”جیسا سانپ دیتے ہیے۔“ نوجوان۔

”آپ کچھ تو نہیں... تاکہ ہمیں انداز ہو جائے۔“

”آپ غریب لوگ تو نہیں۔“

”الشکی مریانی ہے۔“

”میر کیوں قیمت کی بامت پوچھ رہے ہیں۔“

”اس کی وجہ ہے... پلے آپ نہیں۔“

”صرف دو سوروپے میں سانپ دے دیتے ہیں اور زیادہ  
سے زیادہ دس ہزار کا سانپ بھی مل سکتا ہے۔“

”آپ کا مطلب ہے... دوسروں کو جان سے مارنا نہ کا۔“  
 ”اُرے بیاپ رے... نہیں... میرا یہ مطلب نہیں تھا۔“ وہ  
 تمہر آگئی۔

”خیر... آپ کا جو بھی مطلب تھا... وہ کیسا آدمی تھا... جو  
 زہر لاسان پ لے گیا تھا۔“

”نوجوان سا آدمی تھا... بھی سی ناکہ والا۔“ اس نے کہا۔  
 ”ہم آپ لوگوں کو کچھ انعام دینا چاہتے ہیں۔“ محمود لے  
 کمل۔

”انعام... جی... کیا مطلب... کیسا انعام۔“  
 ”ہمیں آپ اس آدمی کے بارے میں بتائیں... ہم“ سانپوں کے رہر قم آپ کو انعام میں دیں گے۔“

”لک... کون سے دوسانپوں کے رہر۔“  
 ”بھی آپ کے بلا لینے کے ہیں۔“

”آپ کا مطلب ہے... آپ ہمیں ایک ہزار روپے دیں  
 گے۔“

”پاں بیاگل۔“  
 ”یقین نہیں آرہا۔“  
 ”تو پسلے نے لیں۔“ محمود فسلا۔

”لک... کیا واقعی۔“ اس کے لیے میں بے یقین تھی۔  
 ”ہاں ایسے نہیں۔“ خان رحمان نے جیب سے ہزار روپے

کھال کر اس کی طرف بڑھا دیے۔

اس نے نوٹ اس طرح بچھت لیے... جیسے وہ دینے کا رادہ

بل دیں گے... پھر بولا:

”ہاں! آپ پوچھیں۔“

”وہ کون تھا جو چند دن پسلے ایک سانپ خرید کر لے گیا  
 تھا۔“

”ہم اس کا نام نہیں جانتے۔“

”اور کیا سانپ خلدا ک تھا۔“

”ہاں! از ہر بیان تھا...“

”چھٹے اس کا پورا حلیہ ہی بتا دیں۔“

”ہاں اضرور کیوں نہیں... وہ درمیانے قد کا دبلا پھلا آدمی  
 تھا... ناک لبی تھی... آنکھیں چھوٹی چھوٹی اور سیاہ رنگ کی... پیشانی  
 پر ایک سیاہ رنگ کا ٹھل، دو آنکھوں کے میں درمیان میں اوپر کی  
 طرف...“

”لوہ اودہ۔“ وہ رنگ سے رہ گئے۔

بدن میں شستی کی لمبیں اٹھتی محسوس ہوئیں... اسی وقت  
 انہوں نے قد موس کی آواز سنی۔

○○○○○

## خریدنے والا

انہوں نے دیکھا... بوڑھا پیر اخیر وہ تجھ میں لیے چلا آ رہا تھا... اس کے اندر دوسانپ بھی گل رہے تھے... ان سانپوں کو دیکھ کر انہیں خوف سامنے ہوا:

”یہ رہے آپ کے سانپ۔“

”یہ تو خیر نمیک ہے... یہ رہے ہمارے سانپ... آپ کے چھٹے سے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ چند دن پہلے ایک صاحب ایک زہر گلا سانپ لے گئے تھے... اس کا طبلہ بھی انہوں نے بتایا ہے... کیا آپ اس بات کی صدیق کرتے ہیں۔“

”ہاں! ایر غمیک ہے۔“

”تب یہ ایک خطرناک خرید و فروخت ہے۔“ محمود نے فوراً کہا۔

”خطرناک خرید و فروخت... کیا مطلب؟“

”اس طرح تو یہ خرید اور ایسے سانپوں کے ذریعے کسی کو بلاک بھی کر سکتے ہیں۔“

”ہاں! ایسا ہو سکتا ہے... لیکن آج کل یہ خطرناک طریقے

کوئی اختیار نہیں کرتا... اس میں تقلیل کرنے والا خود بھی سانپ کا ہنگامہ ہو سکتا ہے... لہذا لوگ آسان کام کرتے ہیں... آج کل پتوں سے ہلاک کرنا کیا خشک ہے... یا پھر تجھ سے... زہر سے... یہ س کام سانپ کی نسبت آسان ہیں۔ اس لیے اس کی کوئی مثال پورے ملک میں ڈھونڈنے سے نہیں ملے گی کہ کسی نے سانپوں کے ذریعے فلاں شخص کو قتل کر لیا۔“

”ہوں آپ نمیک کتے ہیں... لیکن یہ طریقہ بھی اختیار کیا جاسکتا ہے۔“

”لیکن اس میں دار یعنی نہیں ہوتا... سانپ کا لئے نہ کامل... کامنے سے پسلے وہ دمردوں کو نظر آ جائے... لور خود سانپ مارا جائے... یہ بھی کچھ ہو سکتا ہے۔“ توڑھے پتھرے نے کہا۔

”ہوں ایسے بات بھی نمیک ہے... اچھا شکر یہ اب ہم پڑھے ہیں۔“

”ہاں سے واپس روانہ ہوئے...“

”آپ نے ملاحظہ فرمایا اکل... اس نے کس کا طبلہ بتایا ہے۔“

”ہاں!“ خان رسمان نے کھوئے کھوئے انداز میں وملے۔

”کس کا حلیہ ہے بھلا دادہ۔“

”جالب خان کا۔“

”اس... اس کا مطلب ہے... خود جالب خان اپنے گمرا کے

”ہم نہیں تائیں سمجھے وہ... سانپ خریدنے والے نے انہیں اپنا  
ہم نہیں تایا تھا... ہاں ان لوگوں نے اس کا حلیہ ضرور تباہی ہے۔“

”پھر... کیا حلیے سے مسئلہ حل ہو جائے گا۔“ عاقب خان  
لے جلدی سے کہا۔

”کہہ نہیں سکتے... دیسے آپ کو حلیہ بتادیتے ہیں... اس  
شخص کا قدر درمیانہ، جسم و بیل پڑا، پھولی سیاہ آنکھیں... تاک لمبی...  
اور پیٹاٹی پر بدوں آنکھوں کے درمیان میں اوپر کی طرف سیاہ  
تل۔“

”کیا... نہیں۔“ وہ بڑی طرح اچھلے۔

”کیا مطلب؟“ جالب خان چلائے۔

”نن... نہیں... نہیں... یہ غلط ہے... یہ نہیں ہو سکتا...  
یہ تو بھائی جان کا حلیہ ہے۔“ عاقب خان نے گرنج دار آواز میں کہا۔

”ہاں! یہ حلیہ انہی کا ہے... اس طبق کا اس گھر میں اور کوئی  
آدمی نہیں... سوال یہ ہے کہ اگر یہ ہاں سانپ خریدنے نہیں گئے تو  
ان لوگوں کو ان کا حلیہ کیسے معلوم ہو گیا۔“

”تب یہ میرے خلاف کوئی سازش ہے... کوئی سوچی بھی  
سازش... اور آپ اس سازش کو بے نقاب کریں... یہ آپ کا مجھ پر  
احسان ہو گا۔“

”اگر یہ کام آپ کا نہیں... تب یہ سازش ہی ہو گی... اور ہم  
اس صورت میں ضرور سازش کو بے نقاب کریں گے... لیکن اگر یہ  
کسی فرد کو ہلاک کرنا چاہتا ہے۔“

”ہاں! اس کا مطلب یہی ہتا ہے... لیکن... یہ بات حق سے  
نہیں اترتی... میرا خیال ہے... جالب خان ایسے آدمی نہیں ہیں۔“

”تب پھر... ان لوگوں نے ان کا حلیہ کیوں تباہی ہے۔“  
”اس سوال کا جواب جالب خان دیں گے... لور ہم وہیں  
پہنچ رہے ہیں۔“

وہ جالب خان کی کوئی غصی بحث کے... اب دروازے پر انہیں  
دو کا نشیبل کھڑے نظر آئے۔

”خطرہ اندر ہے... یہ ہے چارے باہر کھڑے ہو کر کیا  
کر لیں گے۔“ محمود نے منطبقاً۔

”انہیں کیا معلوم... کہ خطرہ کھاں ہے اور کھاں نہیں...  
انہیں تو جو ہدایات دی گئی ہیں... یہ وہ جالا انہیں گے۔“ خان رخان  
نے... پھر وہ اندر داخل ہوئے...  
کھر کے سب لوگ خود ہی ذرا بیگ روم میں آگئے اور ان کی

طرف سوالیہ نظریں سے دیکھنے لگے۔

”کیا ہاں چلا... کیا ان لوگوں سے کوئی شخص سانپ لے کر تیا  
تھا۔“ جالب خان نے پوچھا۔

”ہاں! ایک صاحب سانپ لائے ہیں۔“  
”واہ... بہت خوب۔“ اختر بیگ نے خوش ہو کر کہا۔  
”انہوں نے اس کا نام کیا بتایا۔“

کے چہرے پر اس کی نظریں ملک گئیں۔

"یہ... بیکھاتے وہ۔"

"غلط... بالکل غلط۔" وہ چلا۔

جیسے کو ایک جھکھا سا لگا... اس کی آنکھوں میں حیرت دوڑ  
گئی... فوراً اس کے منہ سے نکلا:

"ارے... یہ... یہ کیا۔"

"کیوں... کیا ہو۔"

"وہ تھے تو یہی... لیکن اس وقت ان کی آواز یہ معباریک ہی  
تھی... لیکن اب ان کی آواز بہت بھماری بھر کرم ہے۔"

"اس کا مطلب ہے... جاپ ماحب آپ نے ان سے آواز

ہوا۔ کہ تم" فرزاد، مارزا، کام

"حد ہو گئی یعنی کہ... آپ تو زردستی بھجھے مجرم مادریں  
کے۔"

"ہمیں کیا ضرورت ہے مانے کی... جب کہ آپ خود ہی ملن  
گئے ہیں۔"

"ہمیں... یہ غلط ہے... نہ تو میں نے سانپ خریدا... نہ زہر  
لورن مم... یہ کسی لور کا کام ہے۔"

"آپ کا مطلب ہے... اس نے یہ کام آپ کے میک اپ  
میں کیا ہے۔"

"ہاں! اور وہ اپنی باریک آواز کو سیری آواز کے مطابق نہیں

کام آپ کا ہے... جب ہم آپ سے پوچھیں گے... آپ نے ایسا کیوں  
کیا... اور معاملہ قانون کے حوالے کر دیں گے۔"

"ٹھیک ہے... بھجھے کوئی اعتراض نہیں... اس لیے کہ میں  
سانپ خریدنے ہرگز نہیں گیا۔"

"خیر... دیے کیا خیال ہے... ہم اس سیئرے کو یہاں  
کے ہندبالیں... وہ آپ دیکھ کر یقین سے کوئی بات کہ سکے گا۔"

"ہاں! ٹھیک ہے... ضرور ایسا کریں۔"

اب محمد نے اکرام کو فون کیا... اسے محض طور پر بات تھی  
لور کما کر وہ اب اس سیئرے کو درا جا بخان کے ہاں لے آئے۔

اُو حصہ کھو بعد اکرام اس سیئرے کے ساتھ اندر داعل  
ہوا... سیئرے کے چہرے پر ہو ایسا ازردیں تھیں... انہیں دیکھتے  
ہی وہ ہول اٹھا۔

"لیکن جناب امیں نے کوئی جرم نہیں کیا... سانپ فروخت  
کرنا کوئی جرم نہیں ہے۔"

"ان میں سے وہ کون صاحب ہیں... جنہوں نے آپ سے  
سانپ خریدے تھے... آپ کو ذریعے کی ضرورت نہیں... آپ نے  
تو صرف سانپ فروخت کیے ہیں... یہاں تو لوگ غیر قانونی کلاشن  
کو فیں اور راکٹ لاٹر بک لیے پھرتے ہیں۔"

"اوہ اچھا... تب تو شکر ہے... میں جوڑ گیا تھا۔"

اب اس نے ان سب پر ایک نظر ڈالی اور فوراً ہی جاپ بخان

”خیر... اس سے ایک بات ضرور ثابت ہو گئی۔“

”اور وہ کیا؟“

”یہ کہ اس گھر کے غلاف کوئی شخص کارروائی میں ضرور مصروف ہے... لیکن کوئی مصروف ہے... پہاڑی تک ہم ٹھیں جان سکے... آپ جاسکتے ہیں بیلا۔“

”بہت بہتر جتاب... آپ کا شکریہ۔“

”بُوڑھا سیئر انوش خوش چلا گیا۔“

”اور ہم دیں ہیں... جہاں سے چلتے تھے...“

”آپ بجاں کوبلانا ہی ہو گا۔“

انہوں نے گھر فون کیا... ان کی والدہ نے متلاکر وہ اپنی نیس لوٹی... لذادوہ اپنا سامان لے کر رہے گے...“

”خود ہی کچھ کرنا ہو گا۔“ ”محروم ہو دیا۔“

”لیکن ہم کیا کریں۔“ ”فرزانہ ہو لی۔“

”عقل استعمال کریں۔“ ”فاروق مکریا۔“

”واقعی... فاروق نے یہ بات پتے کی کی... ہمیں عقولوں کو کام میں لانا ہو گا... تمہی یہ سمجھے گی۔“

وہ سوچ میں ڈوب گئے... آخر فرزانہ نے سر انھیلی۔

”میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے۔“

”چلو ٹکر کر دو... ہمارے ذہنوں میں تو ایک بات بھی نہیں۔“

آلی۔ ”قاروق نے منہ ملایا۔  
”محجھے ٹکر کرنے کے لیے کہ رہے ہیں اور خود مرا سامنے  
بیمار ہے ہیں۔“

”اس لیے کہ یہ دو الگ الگ باتیں ہیں... دیے گئے تمہارے  
ذہن میں کیا بات آئی ہے... پہلے تو وہ بتا دو۔“  
”ماں ضرور... ہا تھی دفاتر والا مم... سانپ اور زہر... آخر  
کوئی تھا تو گھر کے اندر لا بھی ہے... یہ چیزیں ہواں اڑ کر تو  
آئیں گیں۔“

”یہ بات توبہ کو معلوم ہے، تم نے کون سائنسی باتیں بتائیں۔“  
”سانپ حاصل کرنا آسان ہے... لیکن زہر اور ہم حاصل  
کرنا آسان نہیں... آپ دیکھتا یہ ہے کہ اس گھر میں یہ دو چیزیں اتنا  
کے قابل کون ہے... کم از کم یہ کام سدھی یہ صاحبہ اور نادیہ صاحبہ کا تو  
ہو نہیں سکتا... اور نہ ان کی والدہ کا... نہ سلامت اور اس کی بیوی کا...  
باقی رہے گے چالب خان، اختر بیگ اور عاقب خان... خور کرنے کی  
بات یہ ہے کہ یہ کام ان میں سے کس کا ہے۔“

”ہوں نہیں کہے... لیکن ہم سلامت اور ان کی بیوی کو الگ  
کر کے غلطی تو نہیں کر رہے... ہو سکتا ہے... یہ دو توں کوئی پرانے  
جرائم پیش ہوں... لور اس وقت اس گھر میں خازموں کے روپ میں  
رو رہے ہوں... بلکہ انہوں نے میک اپ بھی کر رکھا ہو۔“

”عن نہیں... نہیں۔“ ”وہ دونوں چلا گئے۔“

ان کے اس طرح چلانے پر انہیں بہت حیرت ہوئی... ان کی نظر میں دونوں پر جنم گئیں۔

"میں نے تو ایک خیال ظاہر کیا تھا... آپ اس قدر زور سے کیوں چلا کے۔"

"یہ... یہ کافی خوقاک الزام ہے... اس لیے۔" سلامت نے ہاتھ کر کہا۔

"اٹکل اکرام... آپ ذرا ریکارڈ منگالیں... اور ان کی انگلیوں کے نشانات لے لیں۔" گنود نے جلدی جلدی کہا۔

"اچھی بات ہے۔" "میں یا مطلب۔" سلامت نے چونکہ کہا۔

"پہلے ہم آپ دونوں کی طرف سے بے گل ہو داڑھا جائیں گے۔" "میں...."

"میا آپ کے خیال میں یہ جرم ہمارا ہے۔" "ہم ابھی اپنا خیال ظاہر نہیں کر سکتے۔"

"ارے... یہ... یہ کیا۔" پر فیر داؤ کے منہ سے مارے خوف کے لگانا۔

## سو نئی ہی ہے

وہ ان کی طرف گھوم نگئے... ان کی انگلیوں میں حیرت اور خوف نظر آرے ہے تھے اور پوری طرح نظر آرے ہے تھے... یوں لگتا تھا یہی انہوں نے بہت ہولناک چیز دیکھ لی ہے... لیکن ڈر انگل روم میں تو کوئی تی چیز نہیں آئی تھی... وہی کچھ تھا جو پسلے سے وہ دیکھ رہے تھے، آخر قادرون نے پوچھا:

"آپ آپ کو کیا ہوا؟"

"فف... فف... فرزانہ۔" "ان کے منہ سے لگانا۔

"تھی... کیا کہا آپ نے... فف... فف... فف... فرزانہ... ویسے فرزانہ کا یہ نیا نام پسند آیا... اب ہم یہی اسے فف فف فرزانہ کہا کریں گے۔"

"حد ہو گئی۔" فرزانہ نے آنکھیں نکالیں۔

"فف... فف فرزانہ نے تھیک کہا تھا۔" وہ کھوئے کھوئے

انداز میں ہے۔

"لیکن آپ کا اشارہ کون سی بات کی طرف ہے... اس کی تو بربات ہی تھیک ہوئی ہے۔"

O...O...O

"وہ... ہاتھی والی بات۔" انہوں نے اب بھی اسی اندراز میں

کہا۔

"ہاتھی والی بات... کیا مطلب؟"

"اس کی... سوندھ لی تھی... میں نے ابھی ابھی اس کو پہلے دیکھا ہے۔"

"جیا!!!" وہ ایک سا جھڈ چلا کے

اور پھر ان کی آنکھوں میں بھی خوف دوڑ گیا... کرے نہ  
خعل کا پھلا تھیں ٹھل رہا... نہ ہوا کے بھلوک کی طرف سے آرہے تھے  
باہر موسم بھی پر سکون تھا... ہاتھی دانت کامنا ہوا وہ ہاتھی اتنا بلکہ نئے  
تھا اور اس کی سوچ باقی جسم سے اونچا تھیں تھی... یعنی کسی بین و فیض  
سے انکاری نہیں گئی تھی کہ وہ مل سکتی.. اللہ اس کی سوندھ کا خود ٹھوڑا ملتا۔  
ایک خوناک بات تھی اور یہ خوناک بات اب پر ویسر داؤ نے دیکھا  
لی تھی جب کہ پہلے صرف فرزان نے یہ دیکھا تھا...  
"اب تو اس میں سے مم لہی نکال لیا گیا ہے۔" محمود کے دے  
سے نکلا۔

"کیا مطلب... کیا تم یہ کہتا چاہتے ہا۔" کہ پہلے چونکہ اس  
میں مم تھا... اللہ اس مم کی وجہ سے سوندھ لی تھی... لیکن یہ تو قتل  
کی بات ہے... سوندھ کے پہنچ کام کے ہونے کے ہونے سے کوئی تھل  
نہیں ہو سکتا۔"

"تب پھر... یہ ہاتھی آخر کیا جائز ہے۔"

"اور ابھی تک ہمیں یہ بھی معلوم نہیں ہوا کہ اس کو ساں  
لایا کون ہے۔" فرزان بولی۔

"اب میں بہت خوف محسوس کر رہا ہوں... ہمیں جلد از  
چلد اس ہاتھی کے بارے میں جانا یعنیجا ہے۔"  
لیکن کیسے؟" وہ ایک سا جھڈ چلا۔

"اُس کو لیبارڈری لے جانا ہو گا۔"  
جب پھر آپ تو اسے لے جائیں... ہم ذرا اربکاڑہ جیکے  
کر لیں... اکل اکرام آپ فوراً بیکار ڈاپنے کی مانعت کے ذریعے  
منکار لیں۔"

"اوہ ہاں... کیوں نہیں۔" یہ کہہ کر وہ فتنہ فون کرنے لگے۔  
تب پھر میں تو چلا..."  
انہوں نے ڈرتے ڈرتے ہاتھی کو اٹھا لیا اور کرے سے نکل  
کے... ان کی نظر میں اب سلامت اور نجس پھر جم تھیں۔  
آپ کیا کہتے ہیں۔"

"کچھ نہیں... اس ہاتھی سے ہمارا کوئی تعلق نہیں۔"  
"ابھی معلوم ہو جائے گا... کیا تم دونوں میک اپ میں ہو؟"  
"نہ... تھیں۔" سلامت نے فوراً کہا۔  
"میا پہلے تمہارا تعلق جرام سے رہا ہے۔"  
"نہ تھیں۔" وہ چلا۔  
تب پھر تم اس قدر کھرا کیوں گئے ہو۔"

"پناہیں کیوں... ہم پر کھڑے لہت طاری ہو گئی ہے۔"

"کچھ نہ کچھ بات ضرور ہے..."

"اللہ اجرا حم فرمائے۔ معاملہ ہر لئے خوفناک سے خوفناک  
تر ہوتا جادہ ہے۔ آپ لوگ آخر ان پکڑ صاحب کو کب بلا سیں گے۔"  
جالب خان ہے۔

"وہ ابھی تک آئے نہیں... اور یہ ہمیں معلوم نہیں کر دہ  
کہاں ہیں... ہیں ہی شرستے باہر..." فرزانہ نے چارگی کے عالم  
میں کہا۔

تب پھر... یہ مسئلہ کیسے سمجھے گے... آپ کے قلم راستے باہر  
نظر آ رہا ہے۔ "جالب خان ہے۔"

"آپ فداویں مبرکریں۔" محدود نے منہ ملا۔

"ہمارا کیا ہے... ہم تو مبرک ہی لیں گے۔" وہ منہ ملا کر ہوا  
پھر وہاں ریکارڈ بچنگیا... انہوں نے ان کی الگیوں کے  
نشانات لے لیے... نشانات اور اصلاحی کے ساتھ جائزہ شروع ہوا۔  
ریکارڈ کا ایک ایک درج غور سے دیکھا جائے گا... آخر ایک صفحے پر ان  
کی نظریں رک گئیں... اس صفحے پر ایک مرد اور ایک حورت کی  
تصویریں تھیں... ان کی الگیوں کے نشانات ان دونوں سے مل گئے،  
صفحے پر لکھا تھا۔

"مسٹر اینڈ مسٹر جنکی... وو غیر ملکی... بہت  
خطرناک، جہاں جاتے ہیں... وہاں خون

خرابی ضرور ہوتا ہے، یا جاہی ضرور مجھی ہے...  
لیکن یہ دونوں صاف نکل جاتے ہیں، خود کو  
خون خرابی سے بھی چالیتے ہیں... اور جاہی  
سے بھی... پھر یہ دور دور تک نظر نہیں آتے  
ایسے عائب ہوتے ہیں جیسے اس معاملے سے  
ان کا تعلق دور کا بھی نہ ہو..."

وس سال سے ایک دولت مند کو انہوں  
لے نہایت صفائی سے قتل کیا... پولیس لا کھ  
کو شش کے بعد ہی کوئی ثبوت یا سراغ  
حاصل نہ کر سکی... لیکن پھر اس وقت کے  
مشہور سر اغرسان ان پکڑ طیل احمد نے ان کی  
الگیوں کے نشانات ایک جنپر سے حاصل  
کر لیے ہی... اور ان کی تصاویر بھی حاصل  
کر لیں... اس طرح ریکارڈ میں یہ جنپر کا  
 شامل کی گئیں... لیکن ان کی گرفتاری پھر بھی  
عمل میں نہ آسکی۔

اس کے پانچ سال بعد یہ پھر ایک بڑے  
گھر میں نظر آئے... لیکن جب تک پولیس  
ہوشیار ہوتی... اس وقت تک یہ عائب ہو  
پکے تھے... اور اس دولت مند کی لاش ہی

”پروفیسر داؤد اپنی موت اپنے ساتھ لے گئے ہیں... ہم نے تو یا ان لوگوں کی موت کے لیے اس کو سار رکھا تھا۔“  
”کیا مطلب؟“

”ہمیں اس پورے گھر اپنے کو ہلاک کرنا تھا... لہذا وہ ہا تھی یہ مال رکھ دیا تھا... یہ معلوم نہیں تھا کہ تم لوگ ہمیں یہاں تک پہنچے... تم نے اس کا تم ضرور نکال لیا ہے... لیکن وہاں تھی اب ہمیں پہنچے... آتش کی ہڑتادے سے بھر اہوازے... وہ بھی کسی تم کی طرح پہنچنے کا اور پروفیسر داؤد کی کار اٹ جائے گی۔“

”عن... نہیں۔“ ان الفاظ کے ساتھ ہمیں نہود نے باہر کی طرف چلا گئی۔

”خبردار۔“ جیکی کر جا۔ اس کی آواز حد دربے خوناک تھی۔

لیکن محمود کمال رکنے والا تھا... دروازہ ٹیکوڑ کر گیا اور پھر دوڑتا چلا گیا...  
”تو نا... روکو اسے... پروفیسر کو فون نہ کرنے پائے۔“ جیکی

لے اپنی بھائی سے کہا۔

اس نے باہر کی طرف دوڑ لگادی... اور ہر محمود ایک کرے میں داخل ہو کر دروازہ میں کرچکا تھا اور موبائل پروفیسر داؤد کے نمبر لمار بنا تھا... میں ان لمحے نو نے دروازے پر گلردے ماری، ساتھ تھی نمبر مل گیا۔

دہل سے مل سکی تھی... یہ آج تک معلوم نہ ہو سکا کہ دونوں نے اٹھیں کیوں قتل کیا تھا۔

اس کے بعد سے لے کر اب تک یہ دونوں پر نظر نہیں آئے تھے۔

”کویا آج پھر ہم ان دو نوں کو دیکھ رہے ہیں۔“ محمود نے سرد آواز میں کہا۔

”کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔“ سلامت عرف جیکی مسکرا لیا... اب اس کے چہرے پر کمر اٹھ رہا تھا۔

”کیا مطلب؟“

”ہم اپنا کام کر کے ہی یہاں سے جائیں گے اور تم لوگ ہاتھ ملتے رہ بیاڑ کے... لیکن اس وقت ملتے ہی ضرورت نہیں ہاتھ... میں آپ لوگ ذریما تھے سرستے ہوئے اخداد ہیں۔“ ان الفاظ کے ساتھ ہی جیکی کے ہاتھ میں ایک بھی ٹم کا پہنچوں نظر آیا... اس پہنچوں کو دیکھ کر دوڑتھے اچھے... وہ اس کو پہچانتے تھے... اس سے ایک اتنا تکی خطرناک گیس لگتی تھی... اس سے نشانہ لینے کی ضرورت بھی نہیں تھی... میں جس کو ہلاک کرنا ہوتا تھا، اس کی طرف رجڑ کر کے زیگر دیا سیتے تھے... گیس کی دھار اس آدمی کی طرف جاتی تھی اور اس کے بدن میں آگ لگ جاتی تھی... پھر اس کو چلایا نہیں جا سکتا تھا... گیس سے باقی لوگ بے ہوش ہو جاتے تھے۔

”ہاتھی دانت کا کیا چکر ہے۔“

”پروفیسر داؤڈ بات کر رہا ہوں۔“  
”ہاتھی کو پچھکنے میں فوراً۔“

اوھر تو نے اس پر چلاںگ لگائی... موبائل اس کے ہاتھ سے نکل گیا... اس کے جسم کا وحکا محمود کو لے تھا... وہ ایسا اگر اک پھر ن اٹھو سکا... ساتھ ہی تو نہ ایک ٹھوکر بیت زوردار انداز میں اس کے سر پر سید کر دی... پھر وہ یہ دیکھے بغیر بھٹکی کر دہنے ہوش ہو گیا ہے یا نہیں... گویا اسے یقین تھا... وہ نہ ہوش ہو چکا ہے...  
وہ دوسرے کرے میں داخل ہوئی... وہاں سب ہوں کی  
طرح ہاتھ اٹھائے کڑے تھے...  
”لیا رہا۔“

”شاید وہ پیغام دینے میں کامیاب ہو گیا... لیکن جیکی ہمیں کیا... ہم ان لوگوں کو تو مارنے کے لیے نہیں آئے تھے... جن لوگوں کو تم کیا جانا ہے... وہاڑے سامنے موجود ہیں اور میں ٹریکر وباری ہوں۔“

”عن... نہیں... نہیں۔“ وہ چلائے  
”آخر تم ہمیں کیوں ہلاک کرنا چاہتے ہو۔“ جالب خان  
چلائے

”میرے من سے سوال نکل رہا ہے... الفاظ تم ہوئے ہی  
اگر تم نے جواب نہ دیا تو ٹریکر دب جائے گا اور تم بکی لا شیں  
بھری پڑی ہوں گی... میں نے پستول کی رشی بولا دی ہے... اب

وہ دار کا دائرہ پہنچ لگا ہے... گویا صرف ایک آدمی ہلاک نہیں ہو گا...  
سب کے سب ہلاک ہوں گے۔“  
”آپ... آپ کیا چاہتے ہیں۔“ محمود نے جلا کر کہا۔  
”میں سوال کر رہا ہوں... ستاد... مال کہاں ہے۔“  
”لا کر تبر 302 روپے اشیش۔“ جالب خان کے مت  
ساتھ قہقہے کیا۔  
ساتھ قہقہے اس نے ٹریکر دباؤ دیا... وہ گرتے چلتے گئے۔

## آرہا جوں

انہیں ہوش آیا تو سب بھٹال میں تھے... اور ان پلے چشم جھیڈ  
ان رہے تھے  
”آپ ان رہے ہیں... ہم پر۔“ فاروق نے حیران ہو کر  
پوچھا۔

”تولور کیا کروں... رو روں۔“

”لیکن یہ سب... ہوا کیا... ہمارے تو پکھے پلے ٹھیک پڑا...  
ارے ہاں... پر و فیر انکل تونج گئے۔“ محمود نے پوچھا۔  
”دھماں یاں ہیں... اگر تم فون نہ کرتے تو وہ بھی گئے تھے...  
لوہر انہوں نے ناٹھی کو پھینکا... اوہر دھپٹ گیا... وہ ایسے مادے  
سے ملایا گیا تھا کہ زیادہ در حرکت میں رہے تو پھٹ جائے... اگر وہ کار  
میں پھٹتا تو اسے آگ لگ جاتی۔“

”لیکن اس کی سو نو کیوں بتتی تھی۔“

”وہ پورا مادہ ہی ہٹتے والا تھا... اس پر پر و فیر صاحب کام  
کر رہے ہیں۔“

”آپ کا مطلب ہے... اس کے گزروں پر۔“

”ہاں اپنے کے بعد جو بکھرے ہاتھوں گئے... وہ اب تجھے گاہ  
میں ہیں۔“

”اور وہ دو توں؟“

”وہ... وہ بھلا کھاں ہاتھ آنے والے تھے... وہ تو دنیا کے دو  
بکھرے ہیں... جیکی اور مسٹر جیکی۔“

”اور وہ لا کر؟“

”لا کر خالی پڑا ہے... اس میں بخوبی تھا، وہ دو توں کے  
جا بکھرے ہیں۔“

”مگر یا یہ ابھی معلوم نہیں ہے ساکر اس میں کیا تھا۔“

”لا اہر... ہے... دو توں... ۶۲ دو گی۔“

”پال سبھی نہیں؛ فیرہ لے کیا ہے؟... اسے پہاڑا... اس -

پلے ہمیں یہ پوچھنا چاہیے تھا، وہ زندہ بھی ہیں یا نہیں۔“

”وہ زندہ ہیں... لیکن یا لکل ہے ہوش... پستول کی زد پر عادہ  
راست جا بھی خان لوران کی حکم آتے ہیں۔“

”یہ معاملہ تو اور زیادہ پر اسرار ہو گیا... لیکن اس کا مطلب  
تو ہم یہ ہوا کر وہ دو توں انہیں جان سے نہیں مارنا چاہتے تھے...“

”صرف ذرا رہے تھے۔“

”ہاں! لکھ بات ہے... ایسا لکھا ہے... کہ جا بھی خان اور ان  
کی بھم کا تعلق بھی جرام پیشہ لوگوں سے ہے... اور کوئی معاملہ ان  
میں آئیں میں ہوا ہو گا... لیکن ساری دولت یہ دو توں کے کر بھاگ

آئے... مطلب یہ کہ جنکی دغیرہ کا حصہ ان لوگوں نے نہیں دیا...  
یہاں لاکر انہوں نے دولت لا کر میں رکھ دی... لیکن یہ لوگ پھر بھی  
سراغ نگاتے ہیں آگے... سیر حال اصل بیات تو یہ لوگ ہوش میں  
آئے پڑھتا ہیں گے۔"

میں اس لمحے ایک نرس تجز تجز قدم اخھالی ان کی طرف  
آئی۔

"جالب خان ہوش میں آگے ہیں۔"

"اوہ... اچھا۔" انپکڑ جشید نے فوراً اسکا اور ان کی طرف  
پڑھ کے... انہوں نے دیکھا، جالب خان کے چہرے شدید تکلیف  
کے آثار تھے۔

"آپ کا کیا عامل ہے۔"

"میں... میں نجیک ہوں میں... تکلیف یہ ہے... کیا آپ  
ڈاکٹر ہیں... مم... مگر نہیں... آپ کا لباس تو ڈاکٹروں والا نہیں  
ہے۔"

"ہاں امیں انپکڑ جشید ہوں۔"

"اوہ اوہ۔"

"لا کر میں کیا تھا؟"

"پانچ کروڑ کے ہیرے۔"

"پانچ کروڑ کے ہیرے... وہ آپ کے ہاتھ کیے پہنچتے۔"

"میں اور سیری ہم... دو سال پہلے ہر دن مکون کی سیر کے

لیے گئے تھے... وہاں ہم انٹارچے کے ایک ہوش میں ٹھرے...  
جب ہم اپنے ملک واپس پہنچے... تو ایر پورٹ پر ہمیں میرے نام ایک  
فون آیا... ایر پورٹ کے علیے نے مجھے متلاکہ میرافون ہے... مگی  
بہت حیران ہوا کہ فون کہاں سے آکیا... خیر میں نے فون سنایا... کوئی  
آدمی بر اسرار انداز میں کہہ رہا تھا... آپ کے سامان میں ہمارا ایک  
پیکٹ ٹھٹھی سے آکیا ہے... میریانی فرم اکس پیکٹ کو رحلتے اشیع  
کی لاکر میں رکھوادیں... ہم آپ سے لاکر کا قبیر بعد میں پوچھ لیں  
گے اور آپ کا ٹھری ہو اکر میں گے... اس تھادن کے لیے ہم آپ کو  
چھنادر ٹھنڈی دیں گے... میں یہ فون سن کر حیرت زدہ رہ گیا...  
پہلے ہم کھر کے... اپنے سامان کو دیکھا... سوت کیس میں پکڑوں کے  
درہیاں رائیں ایک... اور ٹھہرائیکٹ رکھنا تھا... ہم لے رہے ہیں... کیبل نہ  
اس کو کھول کر دیکھ لیں... اس میں کیا ہے... اللہ اہم نے اس کو کھولو  
کر دیکھ لیا... اس میں ہیرے تھے... ہم دھک سے رہ گئے... میں فوراً  
رحلتے اشیعن گیا اور ہیرے ایک لاکر میں رکھ دیے... یہاں ایک  
کام ان کی ہدایت کے مطابق ہو گیا تھا... اب میں نے پولیس انپکڑ  
راجشاہ کر کو فون کر کے بلایا... اور انہیں ساری کمائی سنائی... ہیروں  
کا ذکر سن کر انہوں نے کہا کہ میں اس کمائی کو ابھی چھپائے رکھوں...  
پہلے ان لوگوں کو رحلت کرنے دیا جائے... پھر سوچیں گے... کہ اس  
سلسلے میں ہمیں کیا کہا چاہیے... یہ بھی نہیں معلوم کہ وہ ہیرے میں  
یا کیا ہے... اور اگر ہیرے میں تو اصل جیں یا نقل... میں نے ان کی

ہدایت پر عمل کیا... لور خاموش بنتھے رہا... پھر دن گزر جے طے کے اور ان لوگوں نے ہم سے کوئی رائی بٹھا کیا... میں نے درمیان میں کئی بار اسپکٹر راجا شاکر سے مشورہ کیا... لیکن انہوں نے ہر بار اس کی کام کر اس معاملے میں جلدی کی کیا ضرورت ہے... اپنیں رائی کرنے دیں... پھر آخر کار مجھے ایک روز فون موصول ہوا... کسی جملکی کا تھا... اس نے کہا کہ وہ وہی ہے... جس نے ایک پیکٹ لاکر میں رکھنے کی ہدایت کی تھی لوری کہ وہ اب اپنا پیکٹ واپس لینا چاہتا ہے... میں نے اس سے پوچھا کہ اس میں ہے کیا... اس نے بتایا کہ اس پیکٹ میں مسنونی ہیرے ہیں... اللہ آپ لاکر کا نمبر بتا دیں لور چالی دے دیں اس کی... میں نے اسے ملاقات کے لیے وقت دے دیا اور اوھر اسپکٹر راجا شاکر کو اذن کر دیا... راجا شاکر نے اس پر سے گور بھج گیا... کن جملکی نہ آیا...

اب ہم کیا کریں... آخر یہ چک کب فتح ہو گا... اتنے دن تو ہو گئے اس پیکٹ کو لاکر میں رکھے ہوئے... میں نے بھک اسپکٹر راجا شاکر سے کہا۔

وہ میں پھر دن اور انقدر کرنا چاہیے... پھر ہم فیصلہ کریں گے کہ اس کا کیا کرنا چاہیے۔

میں نے پھر خاموشی اختیار کر لی... اور اس کے بعد میرے ملازم طازمت پھوڑ کر چلے گئے... میں نے اخبار میں اشتہار دیا تو سلامت لور اس کی بیوی طازمت کی درخواست لے کر آگئے... میں

نے اپنیں طازم رکھ لیا... اس کے بعد وہ چکر شروع ہوا... تھی زہر، سانپ اور بھر ہاتھی میں ہم والا... جمار از ہن سکل المحتا جارہا تھا... آخر میں نے اور میری دلکم نے آپ لوگوں سے رحلہ کرنے کا پروگرام میا... اس کے بعد تو آپ جانتے ہیں بیس... کیا ہوا ہے۔

”اوہ ہاں...“ انہوں نے چہ بک کر کہا۔

”لیکن آپ کو یہ سب کیسے معلوم ہوا... تم سب تو ہے یہ شہ ہو گئے تھے اور بے ہوش لوگ کہانی کیسے سن سکتے ہیں۔“ محمود نے جلدی جلدی کہا۔

انپکٹو جی ہیہ اس کا سوال ہے کہ مسکراو مر اور بو۔

”تم بھول رہے ہو... پر وہ فیسر والہ دبایا تھی لے کر دہاں سے ہیں آئے تھے اور نہار باڑیوں ان کو رہا دہاں سے باہی کوئی لیا دیا تھا... تو کیا وہ مجھے کہانی نہیں سن سکتے تھے۔“

”اوہ ہاں... واقعی۔“ محمود شرمندہ ہو گیا۔

”کیا وہ اپنے ہیرے ہاں کر لے گئے ہیں... میرا مطلب ہے... جملکی اور اس کی بیوی... یادو جو کوئی بھی رہے ہوں۔“

”ہاں اس اگر میں دو ماہ طازمت انہوں نے اسی لیے کی تھی... یعنی اس لاکر کی چالی حاصل کرنے لئے... چالی حاصل کرنے کے بعد انہیں صرف لاکر کا نمبر پوچھنا تھا اور وہ جانتے تھے... جاپ خان لاکر کا نمبر نہیں بتائیں گے... اللہ انہوں نے اپنی خوف زدہ کرنا شروع کیا... اوھر تمہاں پہنچ گئے... جملکا وغیرہ تے

واملے تے کما... کہ غلطی سے ان کے سامان میں ان کا ایک پیکٹ رکھا  
گیا ہے... آپ اس پیکٹ کو رکھوئے اشیائیں کی کسی لاکر میں رکھ دیں...  
چاہی اور لاکر کا قبر وہ بعد میں لے لیں گے... میں یہ الفاظاً کہ کہ فون  
بند کر دیا گیا... یہ لوگ گمراہے... سامان کی جلاشی لی... اس میں سے  
ایک پیکٹ بند ہوا... انہوں نے اس کو کھول کر دیکھا... اس مگر،  
بیرے تھے... یہ ذرگئے اور پیکٹ ہدایت کے مطابق لاکر میں رکھ دیا،  
اب انہوں نے آپ کو فون کیا... کیا آپ یہاں تک کی کمائی تصدیق  
کرتے ہیں۔"

"ان کے بیان کے مطابق۔" وہ سکریڈ۔

"کیا مطلب... ان کے بیان کے مطابق۔"

"میں... ہاں مطلب یہ کہ انہوں نے مجھے کی ملتا تھا... میں  
نہیں چانتا... اپسیں کوئی فون موصول ہوا تھا یا نہیں... اپسیں اس  
طرح کوئی پیکٹ ملنا تھا نہیں... انہوں نے مجھے سے مشورہ مطلب کیا...  
میں نے ان سے کیا کہ لاکر کے بارے میں یہ کسی کو نہ تھا نہیں... فی  
 الحال انتشار کریں... اور پھر ہم انتشار کرتے رہے... لیکن دو سال  
گزرنے پر بھی کچھ نہیں بتا... ڈھاک کے وہی تین پاسداراً معاملہ رہا...  
اس کے بعد جو واقعات پیش آئے... ان کے سلطے میں مجھے ان کے  
ہاں کئی بار جانا پڑا اور نہیں..."

"دیکھن کیوں؟" ان پر چڑھتے کہا۔

"میں سمجھا تھیں... آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔"

سوچا کہ اب یہاں سے فوراً اکل جانا چاہیے... کہس تم لوگوں کی وجہ  
سے کام نہ خراب ہو جائے... پتنا تجھے وہ پستول نکال کر حرکت میں  
آگئے... لاکر کا نمبر پوچھا اور غائب ہو گئے... اب لاکر خالی ہے اے...  
یہ ہے کل کمائی۔"

"کیا اس کمائی میں جھوٹ نہیں ہے لا جان۔" فرزانہ نے  
ابھسن کے عالم میں جھوٹ نہیں ہے۔

"کوئی ایسا دیا... انہوں نے رہا سامنہ ملایا۔"

"تب پھر... آپ کا کیا خیال ہے اس بارے میں۔"

"میں سوچ رہا ہوں۔"

"تھی... کیا مطلب... کہا سوچ رہے ہیں آپ۔"

لہیے کہ اسی بارے میں کیا خیال ظاہر کروں... دیکھے ام  
ب ان پکڑ راجا شاکر سے ملاقات کرنا پڑتا کہ میں گے اور میں نے  
اپسیں بیس آئے کی دعوت دی ہے... وہ شاید آگئے۔" انہوں نے  
قدموں کی آواز سن کر کہا... پھر مڑتے... وہ واپسی چلے آ رہے تھے۔

"آئیے انپر مساحب... تو آپ ہیں راجا شاکر۔"

"تھی... تھی بیا۔" وہ مدد لے۔

"یہ معاملہ ہماری سمجھے میں نہیں آیا... جا ب جان کا بیان  
ہے کہ دو سال پلے یہ اپنی حکوم کے ساتھ ہر دن ملک کے تھے... دہاں  
انتشار ج کے ایک ہوٹل میں ٹھرے... وہاپنی پر جب یہ اپنے ملک  
کے ایز پورٹ پر تھے... ان کے ہام ایک گنام فون آیا... فون کرنے

”جالب خان نے جب آپ کو بتایا کہ اس طرح انہیں  
بھرے ملے ہیں اور اس معلوم فون کی بد دلت انہوں نے بھرے  
لاکر میں رکھ دیے ہیں تو آپ نے انہیں خاموشی اختیار کرتے کے  
لیے کوئی کہا۔“

”تاکہ وہ لوگ حاصل آجائیں... جنہوں نے بھرے ان  
کے سامان میں چھپائے تھے۔“

”اس سے زیادہ ضروری کام کیا یہ نہیں تھا کہ آپ بھرول پر  
تھنڈ کر کے... انہیں سر کاری خزانے میں مجھ کرتے اور جالب خان  
سائب لوحاء تھی سے اختلاف لے کا تھا دینتے... آپ نے بھرے  
لاکر میں کیوں پھٹوڑے بنا دیکھے۔“

”اس لئے میر بھر جائیں۔“

”لیکن آپ کے اس مناسب بھٹکے کی وجہ سے پانچ کروڑ کے  
بھرے ہاتھ سے نکل گئے... بھرے جو سکل کر کے ہمارے ملک  
میں لائے گئے تھے... اب سکلر توان سے پیسے کامیکے اور ہم خالی  
ہاتھ رہے گئے... یہ سب آپ کی وجہ سے ہوا... آپ کو آج ہی آئی تی  
صاحب کے پاس پیش ہونا ہے۔“

”اچھی بات ہے... میں حاضر ہو جاؤں گا... وقت بتائیں۔“  
راجشاہ کرنے والے اسامد ملیا۔

”شام چارجے۔“  
”اور کوئی حرم۔“

”آپ کے لیے بھی حرم کافی ہے... مگر موں گواہ ہم خود  
ٹھاٹ کر لیں گے... آپ جاسکتے ہیں۔“

”اُس نے خوش تھروں سے انہیں ہو کیا اور اٹھ کر چلا گیا...  
”تم لوگوں کا اس کے بادے میں کیا خیال ہے۔“

”بھرے خود حاصل کرنے کے پچھر میں تھا... لیکن کوئی  
پر گرام نہ مارتا... اور ہر بھرم حرکت میں آگئے اور بھرے لے گئے،  
اگر یہ اس پچھر میں نہ ہوتا تو سب سے پہلے روپرست درج کراتا، پھر  
لاکر میں سے بڑے آفیسر کی موجودگی میں بھرے نکلا۔“ محمود  
جلدی چلدی کہا۔

”میرا بھی یہی خیال ہے... لیکن اب... سوال یہ ہے تم  
انہیں کیسے ٹھاٹ کریں۔“

”یہ کوئی مشکل نہیں۔“ لیکن جیسا کہ  
”میں... کیا مطلب... یہ کوئی مشکل نہیں۔“ فاروق کے  
لپچے میں جھرت تھی۔

”ہاں! تم لوگ تو ابھی رہو گے ہپتاں... میں ایک دو روز  
تک دوسرے کاموں میں الجھاڑ ہوں گا... جب تم ہپتاں سے قاریغ  
ہو جاؤ گے... پھر سوچیں گے... ہم انہیں کس طرح ٹھاٹ کریں۔“  
”ابھی آپ کہہ رہے تھے، انہیں ٹھاٹ کرنا کچھ مشکل  
نہیں۔“ فرزانہ نے مدد بنا لیا۔  
”ایک عربات ہے... ٹھاٹ کرنا کچھ مشکل نہیں... لیکن

خلاش کرنے کے لیے سوچنا تو پڑے گا۔ ”

”تھی اچھا... لور اگر اس دو رانہ بیرے کمیں اور بھیج کرے۔“

”ہم بھی ان کے تعاقب میں کمیں دوں تکل جائیں گے۔“

”بھی داہ... یہ تو کسی نادول کا نام ہو سکتا ہے۔“

”کیا مطلب... کون سا نام... میں نے تو جلدی میں کوئی نام  
نہیں دا۔“ انپکڑ جمیڈ نے جر انہوں کر کردا۔

”تھی... آپ نے بہر دل کا تعاقب لا لایا ہے یا نہیں... کیا یہ  
کسی نادول کا نام نہیں ہو سکتا۔“

”دھت تیرے کی۔“ انپکڑ جمیڈ نے جلا کر اپنی ران پر  
ہاتھ ملا۔

”دھکرا دیئے... بلار وہ جلتے گئے... مگر سنبھل تو فکر لے لیا۔  
آئی تھی ساہب کا فون دو مر جب آپ کا ہے... انہوں نے فوراً اٹھیں فون  
کیا... ان کی آواز سن کر آئی تھی ہے۔“

”جمیڈ... یہ راجا شاکر کا کیا چکر ہے... یہ اس وقت میرے  
وفتر میں موجود ہیں۔“

”اوہ اچھا سر... میں آرہا ہوں۔“

”وراہوںچ کجھ کر آتا۔“ انہوں نے فکر مند ہو کر کہا۔

”تھی... کیا مطلب؟“

”یہاں راجا شاکر کے بڑے بڑے ستارے تھیں... موجود  
ہیں۔“

”نہیں... نہیں۔“ وہ بولے  
ان کی آنکھیں مارے جہت کے بھل گئیں... مگر وہ  
کھوئے کھوئے اور ازیں بولے:  
”تھی اچھا... میں آرہا ہوں اور آئے سے پہلے سچ کجھ بھی  
لوں گا۔“

○○○○

پڑے رہے... اور انہوں نے پورا پورا موقع دیا مگر مول کو کہ وہ وہاں سے بیرونے نکال کر لے جائیں... اندازہ ہے کہ وہ پانچ کروڑ کے بیہرے تھے۔"

"کیوں شاکر... تم اس بارے میں کیا جواب، یہ ہو۔"

وزیر کے سیکرٹری نے نکل کر کہا۔

"ایسی اپنی پانچ ہوئی ہے سر.. اپنا پانچ طریقہ کا ہتا ہے۔"

میں ان بیرون کے ذریعے ان مگر مول کو گرفتار کرنا پاہتا تھا... نہ کر سکا.. دور اپنی کوشش میں ناکام ہو گیا... یہ اور بات ہے۔"

"آپ نے ان کا جواب مناسخ صاحب... اب فرمائیں... ان کے لیے کیا حکم ہے۔"

"جیشید... تم کیا کہتے ہو۔"

"جو قانون کتاب ہے... ان کی وجہ سے پانچ کروڑ کے بیہرے باتھے نکل گئے... انہیں فوراً محضل کیا جائے۔"

"یہ جرم ہے ہی نہیں... پانچ کی ناکامی ہے۔"

"کیا یہ بیرون دلالاً معاملہ آپ اپنے آفicer کے علم میں لائے تھے۔"

"میں مناسب وقت کے انتظام میں تھا۔"

"اب آپ فرمائیں مناسخ صاحب۔" وزیر بولے۔

"آپ کیا چاہتے ہیں... پسلے تو یہ تائیں۔"

"نہیں ڈیوٹی پر رہنے دیا جائے... انہوں نے کوئی جرم

## جلدی کرو

آلی بھی صاحب کے دفتر میں ایک وزیر کا سیکرٹری... اور دوسرا ایک وزیر خود موجود تھے... اپنکل جیشید اندر و داخل ہوئے تو انہوں نے اپنیں تجزیہ تقریروں سے دیکھا:

"تو یہ ہیں اپنکل جیشید... جن کی مرضی کے بعد آپ ایک کام نہیں کرتے۔" یہ بندوزیر نے آلی بھی صاحب سے کہا تھا... ان کران کے پھرے پر ایک رنگ آگر گز رکیا۔

"تھی نہیں... یہ بات ہرگز نہیں ہے... لیکن ان کا معاملہ مجھے معلوم ہی نہیں... تو ان سے پہنچنے بھیر کیا کر سکتا تھا، یہ اب آگئے ہیں... پوری بات تائیں گے... پھر فیصلہ میں خود کر دیں گا..."

"ٹھیک ہے... سن لیں ساری بات۔"

"ہاں ہیں... ساف۔"

انہوں نے ساری کمائی سادی... پھر بولے۔

"جب اپنی یہ معلوم ہوا تھا کہ اس لاکر میں سعکل شدہ... یہ سے سوچ ہے یہی تو اسیں فوراً ہاں سے حاصل کرنے چاہیں تھے... گی افسر ان بالا کو ساتھ لے کر... لیکن ایک مدت تک وہ وہیں

یا۔"

"اچھی بات ہے... تھیک ہے راجا شاکر... آپ اپنا پوں میں  
بھائیں ہو راضی فرانس ذمہ داری سے انجام دیں۔"

"تو کے سر... تھیک ہے۔" اس نے خوش ہو کر کہا اور انھوں کر  
تاہوا کے سے کل لگا۔

"آپ کا شکر یہ... اب ہم بھی چلتے ہیں۔"  
"تھی بخرا۔"

"ان دونوں بھی چلتے گے... کرے میں آئی بھی صاحب اور  
جن جیشید رہے۔"

"آپ تم مجھ سے گل کر دے گے جیشید۔"

"جی... اس... بالکل نہیں کروں گا۔" وہ مسکرا رہے

"کیا کہا... گل نہیں کروں گا۔"

"ہاں! اس لیے کہ آپ بھجو رہے... ان دونوں حضرات  
کے تعلقات صدر صاحب سے بہت گزے ہیں... جب کہ راجا شاکر  
کا جنم واضح نہیں... ہو سکتا ہے... یہ واقعی اس کی پلانگ ہو۔"

"یہ تم کہ رہے ہو جیشید۔"

"کیا مجھے پکھ اور کتنا چاہیے تھا۔"

"میں چاہتا ہوں جیشید... تم مجھے پرہارا پڑھو... نہیں ہو...  
ہزادو... مجھے کھری کھری سناؤ۔"

"یہ... آپ کیا کہ رہے ہیں سر... اسکر جیشید ہرگز ایسا

نہیں کر سکا۔"

"ت... تم جیشید... تم کہت اونچے ہو... کہا۔" آئی بھی  
صاحب کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔

"اے اے... یہ کیا سر آپ... آپ رور ہے جیں۔"  
"تو میں اور کیا کروں جیشید... میں جانتا ہوں... تم نے مجھے  
مجھوڑا کر اس کی گرفتاری پر اسرار نہیں کیا... صرف سختل کرے کا  
مشورہ دیا تھا... لیکن میں وہ بھی پورا نہ کر سکا۔"

"کوئی بات نہیں سر... اس میں آپ کا قصور نہیں... جہادے  
ملک میں نظام ہی قطاط پل رہا ہے... آپ فخر نہ کریں... میں یہ مت جلد  
ان دونوں بھر میوں کو کر فثار کر کے بھیرے رہ آئہ کر لوں گا۔"

"مجھے امید ہے۔" وہ سکرا دیے۔

اسکر جیشید وہاں سے چلتے آئے... پھر انہوں نے اپنی خیر  
فوس کے چھوٹا کار کوں کو فون کیے... اپنی بدالیات دیکھیں... خیر سے  
دن ہوتا ہے اس کے سب ساتھی آگئے... ایسے میں خیریہ فوس کی  
طرف سے انسیں چھڈ اطلاعات ملیں... اطلاعات سن کر انہوں نے  
اپنے ساتھیوں سے کہا:

"آج رات گیارہ چھیں گھر سے چلتا ہے... بھیرے ہمارا  
انتظار کرو ہے ہوں گے۔"

"جی کیا فرمایا... بھیرے... ہمارا انتظار کرو ہے ہوں گے۔"

"ہاں... ان کے ساتھ مجرم بھی۔"

مشت بجھو اس نے ایک دروازہ کھول دیا... وہ اندر داخل ہو گئے...  
کوئی ختمی میں زیرہ کے بلب تو کمی جگہ جمل رہے تھے، لیکن... کمرے  
تاریک پڑے تھے... جب کہ صرف ایک کمرہ روشن تھا... ان کے  
قدم اس سمت میں انشتہ پلے گئے... پھر دروازے سے انہوں نے  
کان لگا دیے... اندر کوئی کہہ رہا تھا:

”پانچ کروڑ کے ہیروں کے لیے اگر ہم نے دو ماہ انتقال کر لیا  
ہے تو کون سی قیامت آئی ہے... جاپ خان اور اس کی تھی اگر  
یکٹ کھول کرنے والیوں کی طبقہ تو ہم دوسرے دن ہی پاکستان سے لا کر کی  
چالی ماںک لیتے... لیکن ان اس نے بھی فون کر دیا... کہ اس طرح ان  
کے سامان سے یکٹ ملا ہے اور اس میں ہیرے ہیں... میں خود اس  
سے مالوڑا سے ہدایت دی کہ کہ وہ فی الحال اس معاملے میں خاموشی  
افتخار کرے... تاکہ ہم ہیروں کے سکڑوں پر یہ بات ڈال سکیں...  
اسیں رنگے ہاتھوں پکڑ سکیں... میرے یہ سمجھانے کی وجہ سے اس  
نے کسی اور پولیس آفیسر سے رابطہ نہ کیا... ورنہ ہیرے ہاتھ سے کئے  
تھے... اب یہ سوچا گیا کہ ہیرے کس طرح حاصل کیے جائیں... سوت  
دو ٹوں کو ملازم اور ملازم کے روپ میں اس کے گھر بھجا گیا... اس طرح تم  
کے سامنہ ملازموں کو ڈراو ہمکار کر دہاں سے بھکار دیا گیا... اس طرح تم  
دو ٹوں ملازمت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے... اور ہم نے  
انہیں خوف زدہ کرنے کا پروگرام ترتیب دیا... تاکہ وہ موت کی حد  
تک ڈر جائیں... اور یہ جانتے لگ جائیں کہ یہ سب ان ہیروں کی وجہ

”بھی... یہ تو بہت خوشی کی بات ہے... لیکن بلاجان... آپ  
بھر موں کے گرد اس قدر جلد گھر اکس طرح ڈال لیتے ہیں۔“  
”خیسہ طور پر گھر ایسا کرائے... اپنیں احساس اُنکی  
ہوئے دیتا کہ ان کی گھر اتنی ہماری ہے... وہ بکی خیال کرتے ہیں کہ  
میں نے ان کا خیال دل سے ڈال دیا ہے... جب کہ میرا گھر ان کے  
گرد ٹک سے نک ہو چاہتا ہے۔“

”اوہ ہاں... یہ بات ہے... ہم نے یہ اکٹھ جسوس کیا ہے۔“

”اُس تو ہمدرات گیارہ ہے ہر طرح تید رہتا... اور ہاں  
پستول وغیرہ بھی ساتھ لے لیتا... شاید ان کی بھی ضرورت ہیش  
آئے۔“

”بھی اپنا۔“ وہ سب ایک ساتھ پڑے۔

○○○

رات تاریک تھی...! چاند کی آخری ہار تھیں تھیں... ایسے  
میں ان کی کار ایک سمت میں روائی دوائی تھی... آدھہ سوچنے کے سفر کے  
بعد... وہ ایک ٹاراٹ کے سامنے پہنچ گئے... کار انہوں نے ایک  
تاریک گوشے میں کھڑی کر دی... اور خود تاریکی کا سارا اے کر  
کوئی کی طرف بوہنے لگے... ایسے میں ان کے ول دھک دھک  
کر رہے تھے... نزدیک پہنچ کر انہوں نے قاروچ کو اشارہ کیا... اشارہ  
بھیج کر قاروچ نے مرا اسمانہ بنایا... دوسرے مکار دیے... جلد ہر دو  
ایک پاپ پر چڑھ رہا تھا... پھر وہ نظر وہ سے او جمل ہو گیا... چد

کی آواز سنی۔  
”کیا بھول دیا ہوں میں۔“ راجا کی تحریر آواز سنائی دی۔  
”یہ کہ آپ تو پھنس گئے تھے... انپکٹر جمیڈ آپ کو آئی تی  
صاحب سک لے گئے تھے لور وہاں آپ کو کم از کم سعطل تو کیا ہی جاتا۔  
لیکن یہ ہم ہیں جو آپ کو چانے کے لیے وہاں ایک دزیر لور ایک دزیر  
کے سیدھی کو لے گئے... اور آپ کی جان چالی... لہذا آپ کو لور کیا  
چاہیے... آپ جانتے ہیں... اس سفارش کی وجہ سے ہمیں ان  
دونوں کو بھی چند بھرے دینا ہوں گے... وہ ہمیں جانتے ہیں...  
اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہم دونوں بھردوں کے سکھر ہیں... اللہ  
سفارش کرتے سے پہلے ہی انہوں نے سوال کیا تھا کہ سفارش کے  
بے افسوس کیا گا... سو ہم نے افسوس بھی قربیاں ایک کروڑ کے  
بھرے دینے کا وعدہ کیا ہے... اگرچہ وہ ایک کروڑ میں مان فیں رہے  
تھے... لہذا آپ فی الحال خاموش رہیں... دوست۔“

”ورثت... ورنہ کیا؟“

”ورنہ ہم وہ پتوں آپ پر بھی چلا سکتے ہیں... جو جاپ خان  
پر اور انپکٹر جمیڈ کے بخوبی پر چلا یا تھا۔“  
”اس سے کیا ہوا... وہ لوگ ہے جو شہر کے تھے میں اور  
تمن دن ہسپتال میں رہنے کے بعد قارئ ہو گئے۔“ راجا شاکر کی آواز  
ستائی دی۔

”آپ کچھ نہیں جانتے راجا صاحب... سکھروں کے ہاتھ  
سے ہے... اب ظاہر ہے... افسوس جب بھی کوئی خوفناک معاملہ پیش  
آتا، وہ مجھے عی فون کرتے اور مجھے سے عی مشورہ کرتے اور میں افسوس  
مشورہ دیتا کہ بھرے ان لوگوں کے خواں کرنا ہی بکھر ہے... تاکہ  
آپ لوگوں کی جانبی بچ جائیں، لیکن ہوا اس کے الٹ... ان لوگوں  
نے اپنی پریشانیوں کا حل یہ خلاش کیا کہ انپکٹر جمیڈ کو بلوایا... وہاں  
سے اس کے پیچے آگئے... وہ خود تونہ آیا... لیکن اس کے پیچے کون سامن  
ہیں... لہذا چڑیا کے پر گلتے ہیں... ان کے آنے پر معاملہ گزیدہ ہوتا  
مجھسوس ہوا!... یہ خطرہ ہوا کہ ہمیں یہ لوگ معاملے کی دلکشی کی  
جا سکیں... لہذا فوری طور پر بھرے حاصل کرنے کا پروگرام منیا گیا...  
اور اس پیغام کو لکھا گیا... جو آخری حریب کے طور پر پروگرام میں  
 شامل تھا... اس طرح ہم چاقی لور لاکر کا نمبر وغیرہ معاملہ حاصل کرنے میں  
کامیاب ہو گئے... چاقی لور میں دونوں پسلے ہی اس کے گھر سے حاصل  
کر چکے تھے... اب بھرے ہمارے ہیں... لہذا ہمیں احمد بن کالو۔“

”اس لقیری کا ہمدرد یہ راجا صاحب... لیکن فی الحال ان میں  
سے حصہ آپ کو نہیں مل سکتا... ہاں... اگر یہ معاملہ ختم ہو گیا...  
انپکٹر جمیڈ معاملے کی دلکشی کی وجہ سے تو آپ کو حصہ مل جائے  
گا۔“

”یہ کیلیات ہو گی... ساری محنت میں نے کی... خود کو خطرے  
میں مل لے ڈالا... لور تمام بھرے آپ کے پاس رہیں گے۔“  
”آپ بھول دیں ہیں راجا صاحب۔“ انہوں نے سلامت

بہت بے ہوتے ہیں... ہماری آپ کی پرانی ملک سلیک ہے... اس لیے میں اب تک آپ کو برداشت کیا ہے... ورنہ کب کا آپ کو ختم کر دیتے...”  
”میں جیس۔“

”آپ چپ چاپ بہاں سے ٹلے جائیں... آپ کچھ کم غلام نہیں کرتے رہتے... وہی آپ کے لیے کافی ہیں... تاہم ہم ایک آدھ ہیر اس صورت میں بھی آپ کو دے دیں گے، اگر انپلکٹر جیش اور ان کے پیہم تک نہ پہنچے۔“

”اچھی بات ہے... میں جارہا ہوں۔“ راجشاہ کر لے گیب سے انداز میں کمل۔

”ایک منٹ سڑک شاکر... آپ کا انداز حکی آئیز ہے۔“

”ہاں ہے... میں بھی آخر راجشاہ کر ہوں۔“

”آپ کچھ نہیں ہیں... لس اس وقت سے آپ کچھ نہیں ہیں... ابھی ہم وزیر صاحب سے فون کروادیں گے... وہ آئی بھی صاحب سے کہیں گے... راجشاہ کو مطلع کر دیا جائے بخہ طازمت سے بالکل فارغ کر دیا جائے... تو۔“

”آپ یہ بھی کر کے دیکھ لیں۔“

”ہم سمجھ گئے۔“

”میں کچھ گئے۔“

”آپ کے پیٹ میں ہیرول کی وجہ سے بیٹ مردڑ پیدا دیں۔“

ہو گیا ہے... آپ بلاوجہ اپنے آپ کو صیحت میں ڈال رہے ہیں... آخری چارے کے طور ہم آپ کو ایک ہیر اور دیں گے... یہ لے کر چپ چاپ ٹلے جائیں... اور اس معاملے کو بھول جائیں۔“

”ہرگز نہیں... پانچ کروڑ میں سے ایک کروڑ کے ہیروں سے کم پر نہیں ہاتھوں گا... ورنہ میں انپلکٹر جیش کو ساری بات سنادوں گا... پھر آپ کس طرح جعل کے۔“

”ہم ان سے بھی بیٹ لیں گے... قیامت آپ دوسری دنیا کے سفر پر روان ہو جائیں۔“

ان الفاظ کے ساتھ ہی پستول کا اک ہٹائے جانے کی آواز سنائی دی۔

”کیا... کیا کل۔“ راجشاہ کر چلا یا۔

”اب آپ اس دنیا میں رہنے کے قابل نہیں رہے۔“

سامت کی آواز سنائی دی۔

”تن نہیں... نہیں... اچھا... مجھے نہیں ضرورت ہیروں کی... ایک ہیر ابھی نہیں لوں گا... آپ مجھے جانتے دیں۔“

”نہیں... اب تک آپ کے خلف ناک ارادوں کا پہاڑیں گیا ہے... یہاں سے جانے کے بعد آپ ارام سے نہیں بیٹھ گئے لہذا۔“

ان الفاظ کے ساتھ انپلکٹر جیش نے اک ٹھوکر دروازے پر سید کر دی... انھیں خوف محسوس ہوا تھا کہ گھیں وہ گولی ت چلا دیں۔

دروازے پر ٹھوکر لگتے ہی اندر قبرستان کا نام چھا کیا...  
کتنے لمحے تک ان کے منہ سے کوئی لقطہ نہ کل سکا... پھر راجشاہ کار  
کی آواز سنائی دی۔

"لک... کون"

"یہ میں ہوں... جلدی دروازہ کھول دیں... آپ کو  
خڑے سے خردراکر نہ آئے ہیں۔" اپنے جمیں نے دزیر کی آواز  
میں کہا۔

"اوہ... سالاری صاحب... آپ ہیں۔"

"جلدی کرو بھی۔" انہوں نے بیزاری کے انداز میں کہا۔  
دروازہ کھل گیا اور وہ اندر داخل ہو گئے... وہ تنہوں مردی  
طرح اچھے... ان کے منہ سے نکلا:

"کیا مطلب؟"

O...O...O

"آپ کس بات کا مطلب جاننا چاہتے ہیں... نادیں... ہم  
سمجھادیں گے... کیونکہ مطلب سمجھانے کے ہم اتفاق سے بہت ماہر  
واثق ہوتے ہیں۔" فاروق کی شوخ آواز گوئی۔

"اتفاق سے نہیں... اللہ کی مریانی سے کہو۔" فرزانہ سے  
بر اسمانہ بیٹا۔

"اوہ ہاں... واقعی... یہ میں غلط کہہ گیا... ہاں تو جتاب ہم  
مطلوب سمجھانے کے اللہ کی مریانی سے ہستہ مبارہ واثق ہوئے ہیں۔"

"مل... لیکن ہم نے تو سالاری صاحب کی آواز سنی تھی۔"

"سالاری صاحب سے ہی آپ کو طوادیا جائے گا... بھو  
لو اکیا دیا جائے گا... وہ آپ کے ساتھ جیل جائیں گے... اللہ اولہاں

خوب اچھی طرح ملا تھیں کہ بھجے گا۔ کوئی روک نہ کسی نہیں ہو گی۔"

"ہاں اور کیا... آپ تو وہاں بھی یہ مصرعہ پڑھ سکیں گے...  
خوب گزرے کی جوں پتھر گے دیوانے دو۔" محمود مسکر لیا۔

"دو نہیں پائجی... تمن تو کسی ہیں... دوسفارشی۔"

"خبردار... تم لوگ بھی با تحد اور اٹھاؤ۔"

جُج جاتے ہیں... بھرے نہ مجنگی گے تو مجھی یہ تو تمیں پکڑتے جائیں گے... ان کی جگہ دوسرے پکڑتے جائیں گے۔

"لیکن یہ کس قدر ظلم ہے... کرتے کوئی بھرے کوئی۔"

"یہ لوگ ایسی باتیں کہاں سوچتے ہیں۔" فان رحمان نے برا سامنہ بدلایا۔

"اچھا... اب تم کیا کہتے ہو۔" وہ جیک اور سیز جیک کی طرف مڑتے۔

"ہاتھو اور پانچاہو... ہم یہاں سے انکل جائیں گے... آپ کو یاد نہ جائیں گے... بعد میں کوئی آپ کو کھول دے گا... یہے اس وقت کا پروگرام... یعنی خون خراب کے بھرے... اگر آپ نے لڑے ہوئے کی کوشش کی تو پھر ہم تو پھنسیں چکے ہیں... تم لوگوں کو مجھی نہیں پھروسوں گے۔"

"اچھی بات ہے... پہلے آپ اپنے دل کی بھروسہ اس کا لیں۔"

اس نے ہاتھ میں پکڑتے پستول کا زینگر دیا... لیکن اس سے کوئی دھاڑٹ نکلی... اس کے منہ سے مارے خوف کے لکھا۔

"مارے... یہ کیا... اس کو کیا ہو گیا۔"

"فمارے۔" فاروق نے فوراً لکھا۔

"لیکن اب پستولوں کو بھی خار ہونے لگا۔" محمود نے مت بدلایا۔

"مجھی سے کیا سرلو... یہاں لور کون ہاتھ اور انھائے کھڑے ہیں... لودھ اچھا... یہ راجا شاکر صاحب... ان کی کیا بات ہے، یہ قانون کے مخافظ... اور کام کرتے ہیں صرف قانون توڑتے کا۔" "میر... مجھے ان سے چالیں... میں ان کے بارے میں سب کچھ بتاؤں گا۔" راجا چلا اخفا۔

"کچھ بتائے کی تصریح دہت نہیں... ہم سب سن پکھے ہیں۔"

"اوہ... نہیں۔"

"مسٹر راجا... وہ ہاتھی دانت کا ہاتھی کماں سے حاصل کیا تھا۔"

- "ایک... گروہ کو گرفتار کیا تھا... اس کے قبضے سے الیکن چیزیں مدد آمد ہوئی تھیں۔"

"وتھم نے ان چیزوں کا درجہ بندی میں اندرانیں فیکیے۔"

"نہیں... میں ایسی چیزیں اپنے استعمال کے لیے رکھ لیتا تھا۔"

تھا۔

"تو وہ زبر اور سانپ۔"

"ہاں ازہر میرے پاس تھا... اور سانپ بھی میں خرید کر لایا تھا۔"

"یہت خوب! لیکن یہ ان کا کیا طریقہ ہوا... میرے دوسروں کے سامان نہیں رکھ دیتے ہیں۔"

\* "یہ ان کا جھوٹا ترین طریقہ ہے... اس طرح یہ خود صاف

"آگے آگے دیکھنا ہو تاپے کیا۔" فزادہ مکاری۔

"اب تم باتھو اور اٹھاؤ۔"

"لیل... لیکن... یہ ہمارے پتوں کو ہوا کیا۔" اس نے  
مادرے خوف کے کہا۔

"پستول تمہارا اور پوچھ ہم سے رہے ہو... ارے بھائی...  
اسی سے پوچھو۔" قاروق نے جل کر کہا۔

"بھی تم نے چند لگتے پسلے وزیر صاحب سے ملاقات کی  
تھی؟" اسپر جشیدہ مکاری۔

"لک... کیا مطلب... آپ کو کیسے معلوم ہوا؟"

"جب تم ملاقات کر کے باہر آ رہے تھے... تو کوئی شریف  
آدمی تم سے نکلا تھا اور تم کر کے تھے... گرگے تھے؟"

"پاں... آ۔" اس نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"لیں تو وہ میرا آدمی تھا اور وہ اس کام کا ماہر ہے... یعنی  
پستول خالی کر کے اس کو اپنی جگہ رکھ دینے کا۔"

"لیل... لیکن... یہ عام پستول تو نہیں۔"

"وہ بھی کوئی عام آدمی تو نہیں... ہر قسم کے پتوں کا تجربہ  
ہے اے۔"

"لوہ اودہ۔"

اب چاہے دس بار اودہ کھو... ہمیں کوئی فرق نہیں پڑ جائے  
گا۔" قاروق نے دانت نکال دیے۔

پھر اکرام اور اس کے ماتھوں نے اسے قاہر کر لیا... دوسرا کے  
صح انسیں آئی بھی صاحب کے دفتر لے جایا گیا... وہ راجشاہ کے  
ماتھوں میں ہٹکھڑیاں دیکھ کر چالائے۔

"بی... یہ کیا جشیدہ... تم نے پھر اسے کر فتاہ کر لیا۔"

"میں کیا کرتا... میں... مجھوں تھا۔" وہ مکاری۔

"مجھوں تھے... کیا مطلب؟"

"بھی میں... کیا میں ایک فون کر سکتا ہوں سر۔" وہو لے۔

"بعد ہو گئی جشیدہ... یہ بھی کوئی ابیازت لینے کی بات ہے۔"

"بیکھل ہے، ابھی آپ اعتراض کریں گے۔" وہ مکاری۔

"میں اور تمہارے فون کرنے پر اعتراض کروں گا... دماغ  
تو نہیں مل سکدے۔"

"بھی نہیں... بیکھل فیض میں چلا۔"

"اچھا تم پہلے فون کرو۔"

"بھی اچھا ٹھکریے..."

یہ کہ کر انہوں نے نمبر مالائے... پھر سلسلہ مٹ پران کے  
منڈ سے سلامت عرف جلیل کی آواز نکلی۔

"مر... جیکی بات کر رہا ہوں... اسپر جشیدہ نے پھر راجا  
شاہ کو گرفتار کر لیا ہے لورا سے آئی بھی صاحب کے دفتر میں لے آئے  
ہیں۔"

"کیا نہیں... میں آرہا ہوں۔"

"مگر یہ سر۔" انہوں نے مکار کما اور فون بند کر دیا۔  
"یہ... یہ تم نے کیا کیا ہمیشہ... "آلی جی صاحب غصے کے  
عالم میں ہے۔

"میں نے کیا تھا... آپ اعتراض کریں گے۔"

"اوہ... " ان کے منہ سے لٹا۔

"ایک فون اور کروں سر۔"

"گرلو بھائی... جو گر رہے... تمہاری تمہاری جانو۔"

اب انہوں نے اسی طرح سیکرٹری صاحب کو فون کیا...  
جلد تی روڑوں دفتر میں داخل ہوئے...

"یہ... یہ کیا۔" وہ جنکل اور سر زمزلکل کو دیکھ کر دھک سے رہ  
گئے۔

"وہ فون ہم نے نہیں... اسپکٹر جمیش نے کیا تھا۔" جنکل نے  
مراسم منایا۔

"یہ مطلب... یہ کیا دھوکا بازاری ہے... وہ بھی شیخ صاحب  
کی موجودگی میں... ان کے اپنے دفتر میں۔" وزیر نے چلا کر کما۔

"سالاری صاحب... ذرا آہست... کہیں میں دل کامر یعنی  
تین جاؤں۔" اسپکٹر جمیش نے پوکھلا کر کمل  
اور وہ مسکرا لٹھے...

"آخر یہ سب کیا ہے۔"

"سر... یہاں آپ کو ایک گھست نتائج کے لیے ملا یا گیا۔"

"ہمیں گانوں کا کوئی شوق نہیں... اور شوق ہو تو کیا ہم  
یہاں آئیں گے سختے کے لیے۔"  
"حد ہو گئی... سالاری صاحب... اس گھست میں گات  
نہیں ہیں۔"

"جب پھر؟"

"اس میں کچھ آوازیں ہیں... خور سے سئیں... کیا آپ ان  
آوازوں کو پہچانتے ہیں۔"  
یہ کہ کر انہوں نے ریکارڈ کی گئی ان کی انکلودی میں کیت  
چلا دی... آوازیں سنائی دینے لگیں... آئی جی صاحب اور وزیر  
صاحب اور سیکرٹری صاحب کی آنکھیں مارے خوف کے پھیلنے لگیں،  
پھر وزیر صاحب اور سیکرٹری صاحب کی آنکھوں میں حیرت کی جگہ  
خوف لے لے لی... اور انکلودی میں ہونے پر تو گویا ان کے جسموں میں  
جان ہی نہیں رہ گئی۔

"دل... لیکن... یہ ہمارے خلاف سازش ہے... ان دونوں

کا جھوٹ ہے... کیا صرف ان کے میان پر عدالت ہیں میں میں میں میں  
گی... اس طرح تو کوئی بھی عدالت میں کسی کے خلاف میان دے سکتا  
ہے۔"

"آپ کی بات درست ہے... لیکن جو ہیرے آپ نے اب  
تک وصول کیے ہیں... اگر وہ آپ کی کوششی سے نکل آئے... تو؟"  
"کیا!!!" وہ چلا اٹھے۔

اور پھر ان کے سر بالکل جھک گئے... اس طرح یہیے اب  
کبھی نہیں اٹھ سکیں گے۔

”میں... ہو گئی ان کی اکڑ فون کافور... بالکل گیاد میں ختم۔“  
انپکڑ جمیل نے طریقہ اندراز میں کہا۔

”لک... کیا آپ محاوارت داکرنے کے موڑ میں ہیں با  
جان۔“ فاروق نے جیران ہو کر کہا۔

”عنہ نہیں... پہاڑ میں کیا ہو گیا ہے ان محاوارات کو... بلا وجہ  
حملوں میں لگتے چلتے آتے ہیں... شش شاید یہ تمہاری محبت کا اثر  
ہے۔“ انہوں نے بھکھلائی ہوئی آداز میں کہا۔

اور ان کے چہروں پر سکراہیں پھیل گئیں۔

